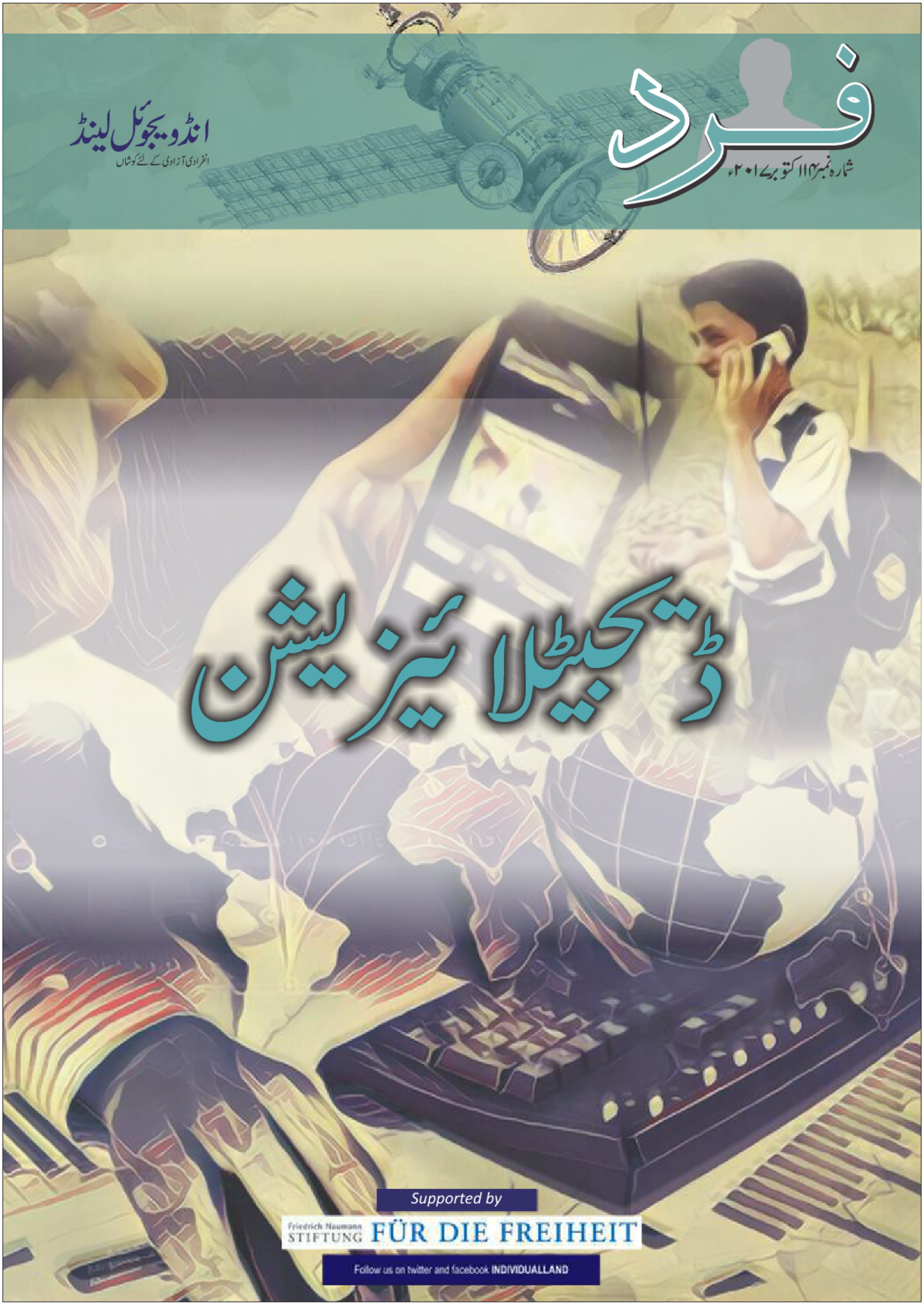

فرد

شمارہ نمبر ۱۴ اکتوبر ۲۰۱۷ء

انڈویجوئل لینڈ

انفرادی آزادی کے لئے کوشاں

ڈیجیٹلائزیشن

Supported by

Friedrich Naumann STIFTUNG FÜR DIE FREIHEIT

Follow us on twitter and facebook **INDIVIDUALLAND**

فرد

شمارہ نمبر۱۴ اکتوبر ۲۰۱۷ء

ایڈیٹر:
سندس سیدہ

کوارڈینیشن:
سید فہد الحسن

ڈیزائین
عدیل امجد، ڈاٹ لائنز

پبلشر:
انڈویجوئل لینڈ پاکستان

آئی ایس بی این ۵ ۴۵ ۹۵۸۲ ۹۶۹ ۹۷۸

فہرست

از طرف مدیر ۱
خواتین اور سرکاری ادارے ۲
سمارٹ کون؟ ۳
ڈیجیٹل پاکستان میں قلم کی طاقت ۵
ڈیجیٹلائزیشن اور ذرائع آمدورفت ۷
ڈیجیٹل پاکستان، پالیسی ۲۰۱۷: ایک جائزہ ۹
اقتصادی راہداری سے ڈیجیٹل پاکستان کا سفر! ۱۴
پاکستان میں ای گورنینس کے اطلاق کی محدودحد ۱۶
ڈاکٹر آن لائن ۱۸
جمہوریت اور ڈیجیٹلائیزیشن ۲۰
ڈیجیٹل دور میں موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟ ۲۱

Individualland
Creating space for the individual
مکان نمبر ۲۸۹، السٹونیا ایوینیو، سفاری ولاز فیز۳، بحریہ ٹاؤن اسلام آباد

Friedrich Naumann STIFTUNG FÜR DIE FREIHEIT
کے تعاون سے

یہ میگزین فریڈرک نومین فاؤنڈیشن فار فریڈم کے تعاون سے تشکیل دیا گیا ہے۔ اس میگزین کا مواد اور مندرجات صرف اور صرف پروڈیوسر / مصنفین کے خیالات اور نتائج کی عکاسی کرتے ہیں۔

از طرف مدیر

بڑے بوڑھوں کا کہنا ہے کہ ماں کی خوراک اور اسکی عادات نومولود کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اگر یہ صورتحال درست ہے تو میں ایک مفروضہ قائم کر سکتی ہوں کہ جدید ٹیکنالوجی کا استعمال آج کا بچہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی سیکھ کر آتا ہے۔ ہمارے ماں باپ کو جدید ٹیکنالوجی سیکھتے مشکل پیش آئی کیونکہ انہوں نے اور ان کے والدین نے یہ سب نہیں دیکھا تھا، ہماری نسل ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے دور کی ہے جس نے تمام تبدیلیاں اپنے سامنے ہوتے دیکھیں، ہم نے ٹائیپ رائیٹر بھی استعمال کیا کمپیوٹر، لیپ ٹاپ اور سمارٹ فونز تک کی تبدیلیوں کے تجربات ہوتے دیکھے۔ جبکہ آج کا بچہ پیدا ہوتے ہی رونے کے بعد جو پہلا کام کرنا جانتا ہے وہ موبائل پر انگلیاں چلانا ہوتا ہے۔ ایسے میں ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ پاکستان میں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے خلا کو کیسے پر کیا جا سکتا ہے؟ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے انقلاب کو کامیاب بنانے کے لیے کیا کوششیں کی جا رہی ہیں؟ کتنی کوششیں کامیاب رہیں؟ لوگوں کی زندگی کیسے متاثر ہو رہی ہے؟

ڈیجیٹل پاکستان کے نام سے بنائی گئی پالیسی پر عمل درآمد کیسے کرنا ہے؟ اسکے ساتھ ساتھ اہم بات جو مدنظر رکھنا ہے وہ یہ کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے نقصانات سے کیسے بچنا ہے؟ میں یہاں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے غلط استعمال کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کی بات نہیں کر رہی کیونکہ یہ کام تو پوری دنیا میں ہو رہا ہے، بلکہ ہمیں یہ بات بھی مدنظر رکھنی ہے کہ ڈیٹا کی معلومات کے تحفظ کو یقینی کیسے بنایا جائے؟ مثال کے طور پر اگر "نادرا" یا کسی اہم ادارے کی ویب سائیٹ ہیک ہو جاتی ہے تو کون کون سے ادارے اور کتنے شہری پریشان ہو سکتے ہیں؟ اسکو محفوظ بنانے کے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں؟ آج کے دور میں بھی الیکٹرانک میڈیا سے زیادہ اہمیت اخبارات میں چھپی خبروں کو کیوں دی جا رہی ہے؟ معلومات کو محفوظ بنانے کے لیے کیا اقدامات مزید کیے جانے چاہیں؟

کیونکہ یہ دور ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا دور ہے اس لیے پاکستان میں بنیادی تعلیم عام ہو یا نا ہو ایک چیز جو سب سے عام ہوتی جا رہی ہے وہ ہے سمارٹ فونز اور جدید ٹیکنالوجی کا استعمال ہے۔ ایک طرف جدید ٹیکنالوجی ہر ایک کے ہاتھ میں ہے اور دوسری جانب لاکھوں شہری ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی سہولیات سے مستفید ہونے کو ترس رہے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ لوگوں کے بنیادی حقوق ان تک پہنچانے کے لیے اگر ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے تو سہولیات مہیا کرنے والوں اور سہولیات سے مستفید ہونے والوں کی زندگی آسان ہو جائے گی۔ لیکن کن لوگوں کی زندگی آسان ہوگی؟ کیا مخصوص لوگ مستفید ہوں گے؟ کہیں ایسا تو نہیں ہوگا جس طرح پاکستان میں دولت کی تقسیم چند ہاتھوں سے ہو کر چند ہاتھوں تک محدود ہے ویسے ہی ڈیجیٹل ٹیکنالوجی سے مستفید ایک خاص طبقہ ہی ہو پائے گا؟ یقیناً ہمیں ترقی کی دوڑ میں سب کو شامل کرنا ہے اس حوالے سے بجٹ مختص کرنے، استعمال اور نفاذ تمام مراحل کو مدنظر رکھنا ہے۔

خواتین اورسرکاری ادارے

تحریر:مشہودعلی

خواتین اورسرکاری ادارے

اس عنوان کوالگ الگ لہجے سے پڑھیں تو جملہ اپنا مطلب بدل دیتا ہے۔ اگر آپ اسکو چونکا دینے والے انداز میں ادا کرتے ہیں تو میرے خیال سے آپ صحیح چونک رہے ہیں کیونکہ آپ کے اردگرد خاندان میں کوئی عورت کسی سرکاری ادارے میں ملازمت نہیں کرتی ہوگی۔ اگر آپ طنزیہ لہجے میں کہیں تو آپ جیسی سوچ کے لوگ ہمارے معاشرے میں سب سے زیادہ موجود ہیں جو کسی سرکاری ہسپتال میں اپنی بیوی کے علاج کے لیے خواتین ہی طلب کرتے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ اپنی بیٹی کو پڑھا لکھا کر ڈاکٹر نہیں بنانا چاہتے ہونگے یا پھر خواتین کی نوکری سے زیادہ گھر کی چاردیواری میں رکھنے کے حامی ہیں۔ یا پھر یہ سوچ رہے ہیں کہ سرکاری اداروں میں خواتین بھی غلط سسٹم کا حصہ بن جاتی ہیں جبکہ بننا نہیں چاہیے۔ ویسے پاکستانی سرکاری اداروں میں خواتین کی شرح فیصد اتنی ہی ہے جتنی سرکار میں ہے کیونکہ سرکاری اداروں میں بیٹھے صرف سرکار ہوتے ہیں اسکی بنیادی وجہ ہمارے کئی ثقافتی پہلو بھی ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بھی خواتین کی قومی معاملات پر ۳.۲۳ فیصد ہی حصہ داری رہی ہے، جب کہ پاکستان میں ۲۲.۰۵ فیصد خواتین کا سرکار میں کردار ہے جس میں سے پنجاب میں ۳۵ سندھ میں ۱۴، خیبر پختونخواہ میں ۸، بلوچستان میں ۳، جب کہ فاٹا اور وفاقی دارلحکومت میں شاید خواتین نہیں کیونکہ انکی کوئی سیٹ نہیں، دیکھا جائے تو اس ملک پاکستان کی بنیاد میں بھی خواتین کی سیاست کا اہم کردار رہا ہے، لیکن خواتین ہمیشہ سے گھر سے باہر کے معاملات میں ثقافتی تشدد کا شکار رہی ہیں اسی طرح ملک کے بیشتر سرکاری ادارے جہاں خواتین کی نمائندگی بے حد ضروری ہے لیکن وہاں بھی خواتین کی شرح کم ہی دکھائی دیتی ہے جب کہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ نجی بینک، نجی تعلیمی اداروں، ہوٹلوں کی استقبالیہ کے لیے تو خواتین کو بٹھا دیا جاتا ہے لیکن سرکاری اداروں میں شاید ان کے داخلے پر پابندی کے بینر آویزاں کر دیئے گئے ہوں کیونکہ خواتین کی شرح سرکاری اداروں میں کچھ یوں ہے کہ شعبہ پولیس کل ۵۳۷۱ خواتین موجود ہیں، بلوچستان میں صرف ۱۵۶، صوبہ پنجاب میں ۲۸۰۴، صوبہ سندھ ۱۴۹۸، صوبہ خیبر پختون خواہ میں ۶۸۳، اور آزاد کشمیر میں ۱۲۹ میں جو ایک قابل تشویش بات بھی ہے، سڑک پر کوئی مرد اگر حادثے کا شکار ہو جائے تو اسے اٹھانے میں دیر نہیں لگتی لیکن کسی خواتین کو زخمی حالت میں ہسپتال پہنچانے میں کئی سوچیں حائل ہوتی ہیں۔

شعبہ طب میں ۷۰ فیصد خواتین ۳۰ فیصد مرد کا تناسب رہا ہے، جس میں سے ۵۰ فیصد خواتین اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس شعبے کو خیر آباد کہہ دیتی ہیں اور باقی ۲۰ فیصد اس شعبے کو آدھے میں چھوڑ دیتی ہیں کئی گھریلو مسائل کی آڑ میں آکر اور ہمارا معاشرہ قابل ڈاکٹرز سے محروم نظر آنے لگتا ہے جب کہ ہمیں لگتا ہے کہ شعبہ طب پاکستان میں ہے ہی خواتین کا لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ آپ یقیناً کسی سرکاری ہسپتال کی ڈاکٹر کو تو جانتے ہونگے کسی اسکول کی ٹیچر کو جانتے ہونگے لیکن کسی خاتون انجینئر کا نام بمشکل ذہن میں آئے گا کیونکہ ہم نے پیشوں کو بھی جنس میں تبدیل کر دیا ہے لڑکی ڈاکٹر بنے گی لڑکا انجینئر۔ ہمارے ملک کا ایک بڑا حصہ خواتین پر مشتمل ہے جس میں تعلیم یافتہ، ڈاکٹرز، انجینئر، آئی ٹی ماہرین، اساتذہ، بینک مینیجرز، مقابلے کا امتحان کرنے والی پاس ہیں جو ملک کی معیشت میں بھی بہترین کردار ادا کر سکتی ہیں، اور وہ کرنا بھی چاہتی ہیں اور بہتری اسی میں پنہاں ہے کہ ہم انہیں اپنے بہتر آج اور بہترین کل کے لئے خود مختار کریں۔ خرگوش سے تیز رفتار میں دوڑتی دنیا میں اگر ہم آج بھی ان دقیانوسی خیالات کے گھیرے میں آکر محض اپنے آج اور آنے والے کل کو تاریک کر رہے ہیں تو وقت کے ساتھ چلنے میں ہی میری بھلائی ہے۔

مصنف انڈویجول لینڈ پاکستان میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں:
info@individualland.com

سمارٹ کون؟

سندس سیدہ

سمارٹ فونز کی ایجاد کے بعد یوں محسوس ہونے لگا ہے جیسے موبائل انسانوں سے زیادہ سمارٹ ہو گئے ہیں لیکن ایسا نہیں ہے، ان کو ایجاد کرنے والے بھی انسان ہیں۔ پس ثابت ہوا کسی بھی سمارٹ چیز کی ایجاد، اسکے منفی یا مثبت استعمال اور اسکے اثرات سے بچنے اور مستفید ہونے تک جس سمارٹ دماغ کا عمل دخل ہے وہ انسانی دماغ ہے۔ معاشرے میں آپ جو تبدیلی دیکھنا چاہتے ہیں، بغاوت کرنا چاہتے ہیں، کسی سے انتقام لینا چاہتے ہیں یا کوئی فلاحی کام کرنا چاہتے ہیں، اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے پلان بناتے ہیں۔ اب پلان بنانے کا رجحان بھی تبدیل ہو گیا ہے، اب پلان بھی سمارٹ انسان سمارٹ فون کی سمارٹ ایپلیکیشن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور استعمال کرتے ہوئے بناتے ہیں۔ چند سال پیچھے جائیں تو موبائل فون پیغام رسانی کا ذریعہ ہوتے تھے لیکن اب سمارٹ فونز پر طرح طرح کی موبائل اپلیکیشن نے زندگی آسان کر دی ہے۔ اب موبائل نوکریوں کی تلاش، پیش گوئی، کاروبار چلانا، تفریح، شکایات درج کروانے، بل جمع کروانے، اور پڑھنے پڑھانے کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب ہم کتاب میں ای۔ کامرس کے بارے میں پڑھتے تھے اور پڑھتے ہوئے محسوس ہوتا تھا کہ یہ دور نہ جانے کب آئے گا۔ اب ہم ان مراحل سے گزر رہے ہیں کہ معلوم بھی نہیں ہوتا کہ کتنی جلدی ہم نے ترقی کی منازل طے کر لی ہیں۔ اب وہ دور نہیں رہا کہ میں گھر سے باہر سڑک پر کھڑی ہو کر گاڑی کا انتظار کروں، اس سے پیسے کم کرواؤں اور پھر اسکو راستہ بتاتی جاؤں، اب گھر کے سامنے سے پک کرنے، بل کی ادائیگی اور منزل پر پہنچنے تک سب ایک ایپ کی بدولت ممکن ہے۔ اگر میں یہ کہوں ہماری سہولیات کے لیے اب ہر چیز ایک ایپ کی دوری پر موجود ہے تو یہ غلط نہ ہو گا۔

ہم نے اپنے دور میں بہت ناول، کہانیاں اور افسانے پڑھے ہیں لیکن آج کے دور میں اگر میں ایسا کچھ لکھنے بیٹھوں تو اسکو کیسے لکھوں گی ایک مثال آپکے سامنے رکھتی ہوں۔ بات ہو رہی تھی موبائل ایپ کی۔۔۔۔۔ میری لکھی گئی تحریر کا خلاصہ کچھ یوں ہو گا" میں نے سوشل میڈیا ایپ کا استعمال کرتے ہوئے ایک نوکری کا اشتہار دیکھا اور نوکری والی ایپ ڈاؤنلوڈ کر کے نوکری کے لیے درخواست بھیجی۔ جب مجھے وہاں سے انٹرویو کال موصول ہوئی تو میں نے ایک ایپ کے ذریعے ٹیکسی منگوائی اور جگہ پر پہنچ کر ایپ سے بل کی ادائیگی کر دی۔ دفتر میں رش تھا بہت سے لوگ انٹرویو دینے آئے ہوئے تھے۔ ابھی کافی لوگوں کا انٹرویو رہتا تھا کہ لنچ بریک ہو گئی۔ ہم انٹرویو دینے والے ٦ لوگ تھے جو ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے ہم نے ایک ایپ کی مدد سے اپنے لیے کھانا منوایا۔ کھانے کے دوران میں نے ساتھ بیٹھی لڑکی کے کپڑوں کی تعریف کی تو مجھے معلوم ہوا کہ اس نے ایک ایپ کے ذریعے آڈر کر کے کپڑے کسی دوسرے ملک سے منگوائے ہیں۔ باتیں چلتی رہیں اور وہاں ہی مجھے ایک ایسی ایپ کے بارے میں بھی معلومات ملی جس کے ذریعے کوئی بھی ہراساں کیسے جانے کی شکایت درج کروا سکتا ہے۔ ہم سب کو تو اس ادارے میں انٹرویو دینے کے بعد نوکری نہیں ملی لیکن اب بھی ہم چھ لوگوں نے ایک ایپ پر اپنا ایک گروپ بنا رکھا ہے جہاں ہم اپنے اپنے دفاتر کی باتیں کرتے ہیں۔"

جیسے جیسے سہولیات بڑھتی جا رہی ہیں جرائم بھی مختلف ہوتے جا رہے ہیں۔ فیس بک، ٹوئٹر، واٹس ایپ، وائبر اور ایسی بے شمار اپلیکشن موجود ہیں جن سے آپ مستفید ہو سکتے ہیں دوسری جانب انکا غلط استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ دھوکہ، ناجائز اور غیر اخلاقی کام اور نفرت یا اشتعال انگیز کام کرنے والے بھی ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں جن کے بارے میں رپورٹ بھی کی جا سکتی ہے اب ہمارے پاس سائبر جرائم کے تدارک کا قانون بھی موجود ہے۔ اسکے علاوہ انسٹا گرام اور سنیپ چیٹ تصاویر اور ویڈیوز شیئر کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں جس میں وقت اور پرائیویسی سیٹ کی جا سکتی ہے۔ دونوں میں یہ فرق ہے کہ سنیپ چیٹ میں اگر کوئی آپکی شیئر کی گئی چیز کو محفوظ کرے تو آپکو اسکا نوٹیفیکیشن موصول ہو جاتا ہے۔

اس دور کے تو کھیل بھی نرالے ہیں ہم نے سانپ والی گیم بھی کھیلی ہے اور اب ایسی گیمز ہیں جہاں آپ گیم کھیلتے کھیلتے بات چیت بھی کرتے ہیں۔ایسی گیم جہاں آپ مختلف ممالک کے لوگوں کے ساتھ لڈو کی بازی لگا سکتے ہیں اور بات کر سکتے ہیں جب نئے لوگوں کے ساتھ آپ کھیلتے ہیں تو آپکے پاس اس کھیلنے والے کا موبائل نمبر اور ذاتی معلومات موجود نہیں ہوتی۔کھیلوں والی ایپس نئے لوگوں سے ملنے اور انکو جاننے کے مواقع فراہم کر رہی ہیں، اسکے ساتھ ساتھ بہت سی خطرناک صورتحال بھی پیدا کر رہی ہے جس کے بارے میں آئے روز سوشل میڈیا پر مذاق بنایا جاتا ہے۔سوشل میڈیا اور مختلف موبائل ایپ کے استعمال نے بہت پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں سائبر جرائم میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے کیونکہ اس میں کی گئی بات چیت کو سوائے سکرین شارٹ کے کہیں محفوظ نہیں کیا جا سکتا اور اسکی نگرانی بھی مشکل ہے۔

وقت کی رفتار ہمیں یہاں تک لے آئی ہے کہ کوئی بھی شخص جو اس کے بارے میں سمجھ بوجھ رکھتا ہو موبائل ایپس بنا سکتا ہے۔مختلف ادارے اور افراد اس حوالے سے کام کر رہے ہیں گاہے بگاہے ہمیں اطلاعات موصول ہوتی رہتی ہیں کہ پاکستان میں مختلف نوعیت کی موبائل ایپس متعارف کروائی گئی جیسے کہ حاجیوں کی راہنمائی کے لیے، پاکستان ریلوے کی جانب سے صارفین کی سہولت کے لیے، پاکستان گرلز کے نام سے کامک بک نے ایپ بنائی تھی، اسکے علاوہ صوبائی حکومتوں کی جانب سے مختلف محکموں کے بارے میں شکایات درج کروانے کے لیے مختلف ایپس متعارف کروائی جاتی رہی ہیں یہاں تک کہ خواتین کو ہراساں کرنے کے سدِ باب کے لیے بھی موبائل ایپ بنائی گئی ہے۔ہم نے کسی حد تک پہلا مرحلہ طے کر لیا ہے جس میں مختلف سہولیات کے لیے موبائل ایپس بنانا شامل ہے۔اسکے استعمال، رسائی اور اسکے بارے میں معلومات فراہم کرنا لوگوں کو ان کے استعمال سے مستفید ہونے اور استعمال کرنے کا عادی بنانا، درج ہونے والی درخواستوں پر عمل ہونا اور درخواست دینے والوں کی معلومات کو صیغہ راز میں رکھنے کو یقینی بنانے جیسے مراحل طے ہونے ابھی باقی ہیں۔

مضطفہ انڈویجوکل لینڈ پاکستان میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں۔
info@individualland.com

ڈیجیٹل پاکستان میں قلم کی طاقت

حور کاکڑ

پاکستان اس ڈیجیٹل دور میں دنیا کی رفتار کو پکڑنے اور اس کے ساتھ ساتھ چلنے کے لیے ایک مرحلہ طے کر چکا ہے۔ ہم گھر ہوں، دفتر یا روزمرہ کی مصروفیات میں مشغول ہوں ڈیجیٹلائیزیشن کی بدولت ہر کام کم وقت، بروقت اور موثر انداز میں نمٹ جاتا ہے۔ جن سائنسی ایجادات کا ذکر ہم اکیسوی صدی کی آغاز میں اپنے پانچویں جماعت کے تخلیقی تحریروں اور مضامین میں کرتے تھے، آج ہم ان ہی ایجادات سے مستفید ہوتے ہیں۔ اگر آج کے ڈیجیٹل دور میں پاکستان میں موجودہ تعلیم کے شعبے کا تجزیہ کیا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک دہائی کے فرق میں پاکستان نے کافی حد تک ترقی کی منازل طے کر لی ہیں۔

۲۰۰۷ء میں ہم بورڈ کے امتحانات کے نتیجہ کا انتظار گھر میں بیٹھے کرتے تھے، جہاں گزیٹ میں ہم اپنا رول نمبر تلاش کر کے نمبروں کا پتہ لگاتے۔ اور پھر ایک ہفتہ کے انتظار کے بعد تفصیلی مارک شیٹ کو بورڈ کے دفتر جا کر حاصل کرتے۔ دس سال بعد سلسلہ کچھ یوں ہو گیا کہ اب گھر بیٹھے ہی انٹرنیٹ پر تفصیلی مارک شیٹ ڈاؤنلوڈنگ اور پرنٹنگ کے لئے نتیجہ کے دن ہی دستیاب ہے۔ یعنی ایک دہائی میں جو کام کاغذ کے ذریعے ایک ڈیڑھ ہفتے میں کیا جاتا تھا، آج وہ گھر بیٹھے ایک گھنٹے کے اندر ہو جاتا ہے۔ لیکن دس سال کی اس ترقی کے تجزیہ میں ہمیں اس بات کو ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ پاکستان میں تکنیکی مہارت ابھی اس سطح پر نہیں پہنچی کہ وہ اس ڈیجیٹل دور میں اس کے مستقل انکشافات کو دنیا کی رفتار کے ساتھ ہر شعبے میں ہر سطح پر فوری طور پر اختیار کر سکے۔

ڈیجیٹلائزیشن کے اس دور میں جہاں ڈیجیٹل نیٹ ورک کے ذریعہ معلومات بجلی کی رفتار سے شہری اور دیہی علاقوں میں پہنچ رہا ہے، وہاں پاکستان کے ۴۴ فیصد بچے آج بھی سکول میں نہیں داخل ہوئے۔ اگر ان اعداد و شمار کا مقابلہ ۲۰۱۶ء کے اعداد و شمار سے کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سال میں ۱۰ لاکھ چونتالیس ہزار بچوں کو سکول میں داخلہ کروایا گیا۔ سننے میں آیا تھا کہ کسی غیر سرکاری ادارے نے بچوں کی پیدائش پر ڈیجیٹل اندراج کے ایک منصوبے کو پیش کیا مگر یہ منصوبہ ناکام رہا۔ جو ۴۴ فیصد بچے آج بھی تعلیمی سہولیات سے محروم ہیں، ان کے لئے اس ڈیجیٹل دور کی صلاحیتوں سے کیا فائدہ اٹھایا جا رہا ہے؟ ایک اور سوال یہ اٹھتا ہے کہ جو ۶۶ فیصد بچے سکول میں ہیں، کیا وہ سکول میں ہوتے ہوئے اس ڈیجیٹل دور کے اوزار اور تکنیک سے فوائد اٹھا رہے ہیں؟ موجودہ نصاب کا معائنہ کیا جائے تو ابھی بھی پرائمری اور سیکنڈری سکولوں میں جدید دور کے صنعت و حرفت کے مطابق نصاب میں جدت نہیں ہے۔ لیکن اگر پرائمری اور سیکنڈری سکولوں، خاص طور پر غیر سرکاری سکولوں کے نظام کو دیکھا جائے تو ان میں کافی حد تک ڈیجیٹل نظام اختیار کیا گیا ہے جس میں طالب علموں اور اساتذہ کی حاضری سے لیکر امتحانات کے ڈیٹ شیٹ، نتائج، ضروری اطلاعات وغیرہ سب شامل ہے۔

ڈیجیٹل دور میں اعلیٰ تعلیم کی بات کی جائے تو ہایئر ایجوکیشن کمیشن پاکستان کا کردار بہت اہم ہے۔ ہایئر ایجوکیشن کمیشن پاکستان نے سمارٹ ایجوکیشن کا تصور پیش کیا جس میں پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے اداروں میں ڈیجیٹل وسعت فراہم کی جائے گی۔ لیکن جہاں ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان کے دفتر میں ڈگری کی تصدیق کے لیے ڈیجیٹل نظام اختیار کر لیا گیا ہے، وہیں پر دوسری جانب ہائر ایجوکیشن کمیشن پاکستان کے منصوبے؛ سمارٹ ایجوکیشن میں کوئی پیش رفت نہیں نظر آ رہی۔ اس کا جواز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پاکستان کے ۲۰۱۷ء تا ۲۰۱۸ء کے سالانہ بجٹ میں تعلیمی شعبہ کے لیے صرف ۲.۵ فیصد بجٹ مختص کیا گیا ہے۔ لہٰذا اس بجٹ کی حد میں رہتے ہوئے تکنیکی مواد کو تعلیمی شعبے کی ہر سطح پر مجوزہ کرنے کے راستے میں رکاوٹ کا سبب بن رہا ہے۔

۲۰۱۷ میں پاکستان کے موجودہ تعلیم کی شعبہ کے ہر سطح پر جہاں کہیں بھی صنعت وحرفت کے استعمال کے نئے رجحانات کو اختیار کرنے کی ضرورت پائی جارہی تھی، وہاں یا تو اسکو اختیار کرلیا ہے اور یا تو اس کے اختیار کے لئے منصوبے تیار کئے جا رہے ہیں۔ پاکستان کی ۲۰۱۷ میں ڈیجیٹل پالیسی میں پرائمری اور سیکنڈری تعلیمی اداروں میں معلوماتی اور مواصلاتی صنعت وحرفت کے استعمال کو شامل کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ تعلیمی اصلاحات کے لئے اس حکمت عملی کے تحت اہم تجویز ابتدائی سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک نصاب کی اصلاح جدید صنعت وحرفت کے مطابق کی جائے۔ اگر ان تجاویز کو تعلیمی اصلاحات میں ترجیح دی جائے تو یہ دیہی اور شہری، دونوں کے سرکاری تعلیمی اداروں میں تعلیم کی معیار کو ایک دوسرے کے اور غیر سرکاری تعلیمی اداروں کے متوازی لے آئیگی۔ ان تجاویز کو مدِنظر رکھتے ہوئے نصاب میں عملی اور نظریاتی، دونوں طور پر اصلاح کی جائے تو ہی پاکستان میں تکنیکی مہارت کا معیار اس سطح پر پہنچ سکتی ہے جو ڈیجیٹل دنیا کی دوڑ کو پکڑ سکے۔

جہاں صنعت وحرفت کے شعبہ میں مہارت کی بات آتی ہے وہاں اس بات کی نشاندہی کرنا اہم ہے کہ تعلیمی شعبہ میں موجودہ صنعت وحرفت کی سرگرمیاں کافی حد تک طلباء کے ہنر کو بہتر بنانے اور اس شعبہ میں ان کے جدید خیالات کو قومی سطح پر منفرد کرنے کے مواقع فراہم کرتی ہیں۔ یہاں سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیا یہ پلیٹ فارم اس مرحلے کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر آگے بڑھانے کے مواقع پیش کرتی ہیں؟ پاکستان میں صنعت وحرفت کی مہارت کو فروغ دینے کے لئے ان سرگرمیوں میں پاکستان کے شمال سے جنوب تک صنعت وحرفت کے طلباء اور ماہرین کو ایک ہی پلیٹ فارم پر لا کران کو جدید خیالات وایجادات پر مشغول کرنے کی حد تک کافی نہیں۔ ان خیالات وایجادات میں ماہرین کی رائے کے مطابق بہتری لا کران کو آگے عملی زندگی میں لانے کی سمت فراہم کرنا ضروری ہے۔ پاکستان میں ایسے قابل لوگوں کی کمی نہیں جو صنعت وحرفت کے میدان میں کچھ نیا کرنا چاہتے ہیں، انکو کمی ہے تو متعلقہ شعبہ میں سہولیات کی کمی ہے جس کو پورا کیا جائے تو یہ ممکن ہے کہ ہمارے نوجوان جدید خیالات وایجادات کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر فروغ دیں گے اور پاکستان کو ڈیجیٹل دنیا کی رفتار کو پکڑنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔

مصنفہ انڈویجوکل لینڈ پاکستان میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں۔
info@individualland.com

ڈیجیٹلائزیشن اور ذرائع آمدورفت

ریحان علی

ڈیجیٹلائیزیشن، ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے کسی بھی کاروباری ماڈل کو تبدیل کرنے کا نام ہے اور یقیناً یہ تبدیلی آمدنی اور اشیاء کی قیمتوں کو بڑھانے یا بہتر بنانے کیلیئے کی جاتی ہے۔ اور ایسا کرنے سے کاروبار کی روایتی نوعیت کو تبدیل کر کے ڈیجیٹل کر دیا جاتا ہے۔ تیزی سے تبدیل ہوتی ڈیجیٹل ٹیکنالوجی لوگوں کے رہن سہن، کام، کھیل اور مواصلات کو تیزی سے تبدیل کر رہی ہے۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کا استعمال معاشی، سماجی اور ثقافتی اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے جس سے پیداوار اور روزگار کی شرح میں اضافہ، بہتر سیکیورٹی، سماجی اور ماحولیاتی مسائل سے نمٹنے میں آسانیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

اگر ہم ڈیجیٹلائزیشن کی بات کریں تو یہ کہنا غلط نا ہوگا کہ اس سے نا صرف تعلیم اور صحت بلکہ ذرائع آمدورفت میں بھی ایک مثبت تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ دورِ حاضر کو ذرائع آمدورفت میں تبدیلی کا دور کہیں تو غلط نا ہوگا۔ پچھلی دہائی کے دوران ذرائع آمدورفت کی ڈیجیٹلائزیشن پر کافی کام ہوا ہے۔ اب سمارٹ فونز کے ذریعے سفری معلومات حاصل کرنا اور ٹکٹ وغیرہ خریدنا نہایت آسان ہو چکا ہے۔

یہ ایک ڈیجیٹل دور کا آغاز ہے، جس کی بدولت ہمیں سمارٹ فونز دستیاب ہیں۔ ان کی مدد سے وقت کی منصوبہ بندی کرنا، ٹریفک کے اعداد و شمار کے بارے میں جاننا، وغیرہ آسان ہو چکا ہے۔ اب مسافر بھی پوری معلومات رکھتا ہے جس سے اُس کا سفر آسان ہو جاتا ہے جیسا کہ متبادل راستوں، قیمتوں کا تعین وغیرہ کے ذریعے صارفین کو انتخاب کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی ذرائع آمدورفت کو تبدیل کرنے اور نئے کاروباری ماڈلز متعارف کروانے میں ایک اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

ڈیجیٹلائزیشن تمام صنعتوں جیسے میڈیا، مارکیٹنگ اور ریٹیل وغیرہ پر اثر رکھتی ہے۔ ٹیکنالوجی کی تبدیل نے روایتی طریقوں کو جاری رکھنے والوں کو نقصان دیا ہے۔ ہم ایئر لائنز، ہوٹلوں اور سفری کمپنیوں میں بڑی تبدیلیاں رونما ہوتے دیکھ سکتے ہیں۔ ڈیجیٹلائزیشن کی بدولت مسافروں کو اب سفری معلومات اور دیگر سہولیات تک رسائی حاصل ہوئی ہے جو انہیں اپنی سفری ضروریات کو منظم کرنے کی سہولت فراہم کرتی ہے۔

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی آمد سے لوگوں کا گاڑیوں پر انحصار کم ہو گیا ہے جس کی بڑی وجہ جدید پبلک ٹرانسپورٹ کا آنا ہے۔ سمارٹ فون کے استعمال سے اوبر اور کریم جیسی ایپ کے ذریعے صارف کم قیمت میں ٹیکسی بُک کروا سکتے ہیں۔ اوبر کی ممکنہ ترقی اس سافٹ ویئر کے استعمال میں آسانی کی وجہ سے ہے۔ اگر آپ شہری علاقے میں رہتے ہیں تو یہ آپ کی سفری ضروریات کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ اگر آپ کے پاس موبائل فون ہے تو آپ کی موجودہ لوکیشن پہلے سے معلوم ہو جاتی ہے اور آپ جہاں جانا چاہتے ہیں وہاں کی لوکیشن درج کریں تو یہ سافٹ ویئر آپکو تمام آپشن بتا دے گا۔ مزید یہ آپ کو سب سے بہتر راستہ اور موجودہ ٹریفک کے حالات بھی بتا دے گا۔ گوگل میپس جیسی سافٹ ویئرز کے ذریعے نا صرف شہر کے اندر بلکہ قومی سطح پر بھی سفر کی منصوبہ بندی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

پاکستان میں کریم اور اوبر نے سفر کو ڈرامائی حد تک آسان بنا دیا ہے۔ لوکل ٹیکسی اور ریڈیو کیب سروس کو کریم اور اوبر نے بہت سخت مقابلے میں ڈال دیا ہے۔ پہلے سے کام کرنے والے ٹیکسی ڈرائیورز پرانی گاڑیوں کے باوجود نا مناسب کرایہ وصول کر رہے تھے۔ ان ٹیکسیوں کا کریم اور اوبر جیسی سہولیات سے کوئی مقابلہ نہیں۔ کوئی تعجب نہیں کہ وہ ان کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں۔ اب پاکستان میں بھی مختلف سہولیات فراہم کرنے والے اپنے کسٹمرز کو بہترین خدمات پیش کرنے کے بارے میں تخلیقی طور پر سوچتے ہیں۔

پاکستان کی کسٹمز سروس نے بھی دنیا میں تیزی سے تبدیل ہوتے نظام کی آفادیت کو سامنے رکھتے ہوئے بہت سی تبدیلیاں متعارف کروائی ہیں۔ کسٹم کا سارا عمل اور کسٹمز سٹاف ایک شفاف اور موثر ڈیجیٹل نظام کے تحت کام کرر ہے ہیں اور رپورٹس اور تصاویر کی مدد سے مکمل تشخیص کی جاتی ہے۔ رسک مینیجمنٹ سسٹم ایک نظام کے تحت کام کرتا ہے جس میں کارگو کی کلئیرنس کے لئے ضروری وقت کو کم کرنے میں مدد ملتی ہے۔

پاکستان میں ڈیجیٹل ٹرانسپورٹ سے متعلق بات کی جائے تو پاکستان ریلوے نے بھی اپنے صارفین کی سہولت کے لئے ایک الیکٹرانک سسٹم متعارف کروایا ہے۔ اب لوگوں کو ٹکٹ خریدنے کے لئے ریلوے اسٹیشن جانے کی ضرورت نہیں، ٹکٹ خریدنے کے لئے ریلوے کی ویب سائٹ پر جائیں، اپنا ای میل اور موبائل نمبر دیں اور ادائیگی کی تصدیق کریں اسکے بعد آپکو ٹکٹ ملے گی۔

یہ زندگی کا اصول ہے کہ جو صرف ماضی اور حال پر نظر رکھتے ہیں وہ مستقبل سے فائدہ نہیں اُٹھا پاتے۔ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی نے ہر سیکٹر میں اصلاحات کی ہیں جس سے پاکستان سمیت دنیا میں تعلیم، صحت اور ٹرانسپورٹ کے نظام بہتر ہوئے ہیں۔ ڈیجیٹلائیزیشن وقت کی اہم ضرورت ہے اور جو کوئی بھی اس سے مطابقت نہیں رکھے گا وہ پیچھے رہ جائے گا۔

مصنف انڈویجوَل لینڈ پاکستان مین پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں:
info@individualland.com

ڈیجیٹل پاکستان، پالیسی ۲۰۱۷: ایک جائزہ

ذوالفقار حیدر

حال ہی میں وزارتِ انفارمیشن ٹیکنالوجی اینڈ ٹیلی کام نے ڈیجیٹل پاکستان پالیسی ۲۰۱۷ء کا اجراء کیا ہے۔ اس پالیسی دستاویز کا مقصد معیاری، قابل اعتماد اور سستی ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے ذریعے عوام کے معیار زندگی کو بہتر بنانا ہے۔ پاکستانی عوام کی ڈیجیٹل ٹیکنالوجی سے آشنائی کوئی نئی بات نہیں۔ پاکستان میں موبائل فون ٹیکنالوجی کو متعارف ہوئے تقریباً تین دہائیوں کا عرصہ بیت چکا ہے۔ اسی طرح انٹرنیٹ کے استعمال کو عام ہوئے بھی تقریباً دو دہائیاں گزر چکی ہیں۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ کے ذریعے خریداری بھی عام ہوتی جارہی ہے اور کریم اور اوبر جیسی ٹیکسی سروسز سے تو عوام فائدہ اُٹھا ہی رہے ہیں۔ چاہے موسم کا حال جاننا ہو، اپنے اردگرد مارکیٹوں، ہسپتالوں یا کسی اور جگہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہوں، یہ سب کام چند کلکس سے ممکن ہو جاتا ہے۔

اس سب کے باوجود بین الاقوامی سطح پر ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے استعمال کے لحاظ سے پاکستان بہت سے ملکوں سے پیچھے ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ پاکستان کا کسی ترقی یافتہ ملک سے موازنہ جائز نہیں۔ البتہ ترقی پزیر ملکوں خصوصاً ہمسایہ ممالک سے موازنہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان ان سے بھی مقابلے میں کافی پیچھے رہتا جارہا ہے۔ پاکستان کے انفارمیشن اینڈ کمیونیکیشن ٹیکنالوجی کے محرکات کا خطے کے دیگر ممالک سے موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے پاکستان بنگلا دیش اور سری لنکا سے بھی پیچھے رہ گیا ہے۔ ان محرکات میں موبائل پینیٹریشن، یونیک موبائل سبسکرائبرز، تھری جی اور فور جی سمارٹ فون پینیٹریشن وغیرہ شامل ہیں۔ ہواوے کی عالمی کنیکٹوٹی انڈکس ۲۰۱۶ء کے مطابق پاکستان ۵۰ ملکوں کی لسٹ میں آخری نمبر پر ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو اپنانے میں سست روی اِسے بالکل نہ اپنانے سے زیادہ خطرناک ہے۔ ہمارے ہاں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو اپنانے میں سست روی کی ایک بڑی وجہ ایک مفصل ڈیجیٹل پالیسی کا نہ ہونا رہا ہے۔ بغیر کسی پالیسی کے نا صرف ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو متعارف کروانے بلکہ اسے عام عوام تک پہنچانے میں بھی دشواری کا سامنہ کرنا پڑتا ہے۔

پاکستان میں بالآخر "ڈیجیٹل پاکستان" کے نام سے ایک پالیسی متعارف کروادی گئی ہے، البتہ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ پالیسی کس حد تک اپنے مقاصد کو پورا کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اس پالیسی کے سترہ (۱۷) احداف ہیں، جن کا سرسری جائزہ یہاں پیش کیا جارہا ہے:

۱۔ مکمل ڈیجیٹل نظام

اس پالیسی کا پہلا حدف ایک مکمل ڈیجیٹل نظام متعارف کروانا ہے۔ جیسا کہ اوپر بات کی گئی کہ سست روی یا ٹکڑوں میں متعارف کروانے کی بجائے ایک ایسا ماحول تخلیق کیا جائے جہاں ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو متعارف کروانے میں دشواری پیش نا آئے۔ اس سلسلے میں پہلے سے موجود رکاوٹوں کو دور کرنا اور ٹیکنالوجی کو آسانی سے عوام تک پہنچانے کیلئے مختلف اقدامات اٹھائے جانے پر توجہ دی جائے گی۔ جیسا کہ زراعت کے شعبے میں کسانوں اور زمینداروں کو بروقت اور کارآمد معلومات فراہم کر کے فصلوں کی پیداوار میں اضافے کو ممکن بنا کر پاکستان کو خطے میں 'بریڈ باسکٹ' یا زیادہ اناج پیدا

کرنے والے ممالک کے درجے پر لانے کی کوشش کی جائے گی۔ اسی طرح صحت کے شعبے میں 'ٹیلی ہیلتھ' جیسی ٹیکنالوجی کے ذریعے نا صرف علاج معالجے کی سہولیات بلکہ تعلیم کو بھی ممکن بنایا جا سکے گا۔ اسی طرح موبائل بینکنگ کے شعبے کو مزید ترقی دے کر عوام کیلئے سہولت پیدا کی جائے گی اور بجلی کے نظام کی بہتری کیلئے 'سمارٹ میٹرز اور گرڈ' جیسی ٹیکنالوجی کو عوام تک پہنچا کر نا صرف انہیں سہولت فراہم کی جائے گی بلکہ بجلی کی بچت کو بھی فروغ دیا جا سکے گا۔

۲۔ معیار سازی

اس پالیسی کا اگلا حدف ایسے معیارات متعارف کروانا ہے جس سے ٹیکنالوجی کے استعمال کو بہتر بنایا جا سکے۔ یقیناً آپ نے ٹی وی پر چلنے والے اشتہارات میں سنا ہو گا کہ یہ کمپنی یا ادارہ آئی ایس او سرٹیفائڈ ہے۔ اس معیار کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ یہ کمپنی یا ادارہ ایک خاص معیار کے مطابق کام کرتا ہے، جو اُس کے دوسروں سے بہتر ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہوتا ہے۔ یہ یقیناً ایک بہت اہم قدم ثابت ہو گا۔ پاکستان میں بہت سے شعبوں میں ترقی کے فقدان کی ایک بڑی وجہ معیارات کا نہ ہونا ہے۔ مثال کے طور پر ایک پاکستان اسمبلڈ گاڑی اور بیرون ملک سے برآمد کردہ گاڑی میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں حفاظتی اقدامات کو آسائش تصور کیا جاتا ہے جبکہ دوسرے ممالک میں انہیں مسافروں کی حفاظت کیلئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس فرق کی بڑی وجہ معیارات کا نہ ہونا ہے۔ مختلف شعبوں کیلئے معیارات کو ضروری قرار دینے سے نا صرف صارفین کو بہتر اشیاء میسر ہوں گی بلکہ ملک میں بنائی گئی اشیاء کو بیرون ملک بھی بھیجنا ممکن ہو پائے گا۔

۳۔ اسکولوں میں انفارمیشن اور کمیونیکیشن ٹیکنالوجیز (آئی سی ٹی) کا استعمال

اس حدف کے تحت آنے والے تین سالوں میں پاکستان بھر کے اسکولوں میں آئی سی ٹیز کو متعارف کروایا جائے گا تاکہ تمام اسکول آن لائن ہوں اور معیاری تعلیم کے حصول کے لئے کام کریں۔ موجودہ طور پر پاکستان کے آن لائن اسکولوں کے بارے میں کوئی اعداد و شمار موجود نہیں۔ اور چونکہ زیادہ تر سرکاری اسکول دیہی علاقوں میں واقع ہیں اس لئے انٹرنیٹ کے ذریعے انہیں دنیا بھر کے آن لائن تعلیم کے حصول تک رسائی حاصل ہو گی اور اسی طرح اقوام متحدہ کے معیاری تعلیم سے متعلق دیرپا ترقی کے اہداف کی تکمیل ممکن ہو پائے گی۔

۴۔ نوجوانوں اور خواتین کو با اختیار بنانا

پاکستان میں نوجوانوں اور خواتین کی ایک بڑی تعداد ہے۔ خواتین اور لڑکیوں کی آئی سی ٹیز تک آسان رسائی سے صنفی عدم مساوات میں کمی واقع ہو گی اور صحت، تعلیم اور دیگر سہولیات تک رسائی کو ممکن بنایا جا سکے گا۔ یقیناً آئی سی ٹیز تک آسان رسائی سے لڑکیاں اور نوجوان اپنی صحت، تعلیم اور دیگر معاملات کے بارے میں بہتر فیصلے لے پائیں گے جس سے اُن کے با اختیار ہونے میں آسانیاں پیدا ہوں گی۔ مثال کے طور پر آن لائن کاروبار چلا کر بہت سے نوجوان اور خصوصاً خواتین روزگار کما رہے ہیں۔

۵۔آئی ٹی سیکٹر میں جدت کو فروغ

آئی ٹی سیکٹر میں جدت کو فروغ دینے سے اس سیکٹر میں کام کرنے والے اور اسے کاروبار کے طور پر اپنانے والے افراد کے لئے نئے مواقع میسر ہوں گے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آئی ٹی میں جدت آنے سے عوام کو بے تحاشہ سہولیات میسر ہوئی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ اس شعبے میں کام کرنے والوں اور اسے کاروبار کے طور پر اپنانے والوں کا بھی فائدہ ہوا ہے۔

۶۔سوفٹ ویئر برآمدات، ترسیلات زر اور مقامی مارکیٹ میں بہتری

اسٹیٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق مالی سال ۱۶۔۲۰۱۵ میں پاکستان کی سوفٹ ویئر برآمدات اور آئی ٹی سیکٹر سے حاصل ہونے والے منافع کا حجم ۵۶۰ ملین ڈالر تھا۔ڈیجیٹل پاکستان پالیسی کے اس حدف کے مطابق پاکستان ۲۰۲۰ تک ان برآمدات میں دوگنا اضافہ کرے گا۔یقیناً یہ ایک بہترین اقدام ثابت ہوگا جس سے نا صرف آئی ٹی کو کاروبار کے طور پر اپنانے والوں بلکہ اس شعبے میں کام کرنے والوں اور خصوصاً صارفین کو بے حد فائدہ حاصل ہو گا۔

۷۔پاکستان کی آئی سی ٹی رینکنگ

بین الاقوامی ریٹنگ ایجنسیوں کو معیاری ڈیٹا کی فراہمی کے ذریعے اور مختلف شعبہ جات میں آئی سی ٹیز کے استعمال کو فروغ دے کر پاکستان کے درجے میں اضافہ کیا جائے گا۔یہ ایک بہترین اقدام ہے جس سے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی مثبت عکاسی ممکن ہو پائے گی۔

۸۔ڈیجیٹل شمولیت

پاکستان کے شہری اور دیہی علاقوں کو براڈ بینڈ کی فراہمی کے ذریعے جوڑا جائے گا تا کہ ڈیجیٹل ڈیوائڈ یا دوری کو ختم کیا جا سکے۔اس اقدام سے ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کی ترقی ممکن ہو پائے گی اور پورے ملک میں مواصلاتی نشریات کی دوریاں کم ہوں گی۔

۹۔ای گورننس یا حکومت

ای گورننس کو فروغ دیا جائے گا تا کہ حکومت کی کارکردگی، شفافیت اور احتساب کو بہتر بنایا جا سکے۔یہ ڈیجیٹل پالیسی کے اہم ترین اقدام میں سے ایک ہوگا کیونکہ ای گورننس سے سب سے زیادہ فائدہ عوام کو ہوگا اور ملکی نظام میں بہتری آئے گی۔اس اقدام کے اثرات عوامی زندگی کے تمام پہلوؤں میں نظر آئیں گے۔

۱۰۔غیر ملکی اور مقامی سرمایہ کاری

پاکستان میں مختلف اقدامات کے ذریعے آئی ٹی سیکٹر میں غیر ملکی اور مقامی سرمایہ کاری کو بڑھایا جائے گا۔پاکستان کی معیشت میں سست روی کی ایک بڑی وجہ بیرونی اور اندرونی سرمایہ کاری کا فقدان رہا ہے۔پچھلی دو دہائیوں میں ملکی حالات کے پیش نظر بیرونی اور اندرونی سرمایہ کاری میں واضح کمی رہی ۔اس اقدام سے نا صرف آئی سیکٹر بلکہ ملکی معیشت کو بے تحاشہ فائدہ ہوگا۔

۱۱۔آئی ٹی زونز

۲۰۲۰ تک پاکستان کے بڑے شہروں خصوصاً صوبائی اور وفاقی دارلحکومتوں میں ٹیکنالوجی پارکس بنائے جائیں گے تاکہ تحقیق کو فروغ دے کر پاکستان کے آئی ٹی سیکٹر کی کارکردگی کو بہتر بنایا جاسکے۔اس اقدام سے آئی سیکٹر میں کام کرنے والوں کے لئے آسانیاں پیدا ہوں گی اور نوکریوں اور کاروبار میں بھی اضافہ ہوگا۔

۱۲۔ نئے کاروبار کی حوصلہ افزائی کے لیے سنٹرز کا قیام

پاکستان کے بڑے شہروں خصوصاً صوبائی اور وفاقی دارلحکومتوں میں انکیوبیشن سنٹرز بنائے جائیں گے تاکہ آئی ٹی سیکٹر میں نئے آنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاسکے اور انہیں سرمایہ کاروں سے ملوا کر اُن کے لئے آسانیاں پیدا کی جاسکیں۔یہ ایک بہترین اقدام ثابت ہوگا جس سے آئی سیکٹر میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوگا۔

۱۳۔ ٹیلی سینٹرز کا قیام

پاکستان کے دورافتادہ اور دیہی علاقوں میں ٹیلی سینٹرز کا قیام عمل میں لایا جائے گا تاکہ عوام کی آئی سی ٹیز تک رسائی کو آسان بنایا جاسکے۔یقیناً ان ٹیلی سنٹرز کے ذریعے دورافتادہ علاقوں میں صحت تعلیم اور دیگر سہولیات کی آسان فراہمی ممکن ہو پائے گی۔

۱۴۔لڑکیوں کے لئے آئی سی ٹی پروگراموں کا انعقاد

لڑکیوں کو آئی ٹی اور کمپیوٹر کی تعلیم دینے کیلئے مختلف پروگراموں کا انعقاد کیا جائے گا تاکہ وہ اس تعلیم کو روزگار کمانے کا ذریعہ بنا سکیں۔یہ ایک بہترین قدام ہے جس سے ملک میں صنفی امتیاز کو کم کرنے میں آسانی ہوگی۔

۱۵۔کاروبار اور بلا ملازمت کام کو فروغ

آئی سیکٹرز کو مختلف مراعات فراہم کر کے آئی سیکٹر میں کاروبار اور بلا ملازمت کام کو فروغ دیا جائے گا۔اس اقدام سے گھر بیٹھے افراد کیلئے کاروبار کرنا ممکن ہو پائے گا۔

۱۶۔ای کامرس

۲۰۲۰ تک ای کامرس کے موجودہ حجم کو دوگنا کیا جائے گا۔اعدادوشمار کے مطابق ای کامرس کا موجودہ حجم ۶۰ سے ۱۰۰ ملین ڈالر کے درمیان ہے۔آنے والا دور ای کامرس کا دور ثابت ہوگا جس کیلئے پاکستان کو ہر طرح سے تیار رہنا ہوگا تاکہ دیگر ممالک کے ساتھ چلا جاسکے۔

۱۷۔معذور افراد کی آئی ٹی سیز تک آسان رسائی

ایسے اقدامات اُٹھائے جائیں گے جن کے ذریعے معذور افراد کی آئی سی ٹیز تک رسائی کو آسان بنایا جا سکے گا۔اس اقدام سے معذور افراد کے لئے آسانیاں پیدا ہوں گی اور اُن کے معیار زندگی کو بہتر بنانا ممکن ہو پائے گا۔

ڈیجیٹل پاکستان پالیسی یقیناً ایک مفصل دستاویز ہے البتہ دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ اور آنے والی حکومتیں کس حد تک اس پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب ہوتی ہیں۔یقیناً اس پالیسی کی کامیابی بہت سے دوسرے اداروں اور شعبہ جات پر منحصر ہے۔اسی لئے اسے کامیاب بنانے کیلئے تمام اداروں، مختلف شعبہ جات میں کام کرنے والے افراد اور عوام کو مل کر کام کرنا ہوگا تا کہ ایک ڈیجیٹل پاکستان کے خواب کو پورا کرنا ممکن ہو۔

مصنف انڈویجوئل لینڈ پاکستان مین پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں:
info@individualland.com

اقتصادی راہداری سے ڈیجیٹل پاکستان کا سفر!

حور کاکڑ

یہ اکیسوی صدی ہے؛ یہ ڈیجیٹل دور ہے۔اور پاکستان کو ڈیجیٹل دنیا سے منسلک کرنے والی زیرِ آب کیبل تار کٹ گئی! یہ ۲۰۱۷ کا واقع ہے، جس میں ڈیجیٹلائزیشن دنیا بھر میں بجلی کی رفتار سے پھیل رہی ہے، وہاں تکنیکی خرابی کے باعث پاکستان میں اڑتالیس گھنٹوں تک انٹرنیٹ کی فراہمی میں رکاوٹ آئی۔ ڈیجیٹل دور میں، جہاں آدھا کاروبار جاری ہی ڈیجیٹل مواصلات سے رہتا ہے، اڑتالیس گھنٹے انٹرنیٹ کی عدم فراہمی یا وقفے پر کاروبار کا کتنا نقصان ہوگا؟ یہ تو اس سال کا ایک ہی واقعہ تھا؛ پاکستان میں موجودہ صنعت وحرفت کے آلات دنیا میں استعمال ہونے والی جدید صنعت وحرفت کے ہم عصر نہ ہونے کے باعث اس نوعیت کے واقعات کو پیش آنے سے روکنا مشکل ہوگا۔اس خلاء کو پُر کرنے کے لئے پاکستان نے ۲۰۱۷ میں ڈیجیٹل پالیسی بنائی ہے جس میں قومی سطح پر موجود معاملات وشبہات کا معائنہ کرتے ہوئے جدید ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کو ہر شعبہ میں شامل کرنے کے تجاویز پیش کی ہیں۔ان تجاویز پر بروقت عمل کیا جائے تو ہی پاکستان دنیا کی رفتار کے ساتھ ڈیجیٹلائزیشن کو ہر سطح پر اختیار کرنے میں کامیاب ہوسکتا ہے۔

اس ڈیجیٹل دور کی رفتار پکڑنے کے لئے اٹھائے جانے والے اقدام میں اہم قدم پاکستان اور چین کی تعاون سے بننے والے اقتصادی راہداری کا ڈیجیٹل پہلو ہے۔اس اقتصادی راہداری کے ڈیجیٹل پہلو پر ایک نظر دوڑائیں تو پاکستان کے ڈیجیٹل مستقبل کے لئے اس منصوبے کے مفادات ظاہر ہوتے ہیں؛ یہ صرف اقتصادی معاملات کے لئے سڑک نہیں بلکہ پاکستان میں موجودہ ڈیجیٹل سہولیات کی بحالی ہے۔اس منصوبے کے مواصلاتی اجزاء کے ڈیجیٹل پہلو میں پاکستان کے موجودہ فائبر آپٹک نیٹ ورک کی ترمیم اور ڈیجیٹل ٹیلی ویژن کا اندارج شامل ہے۔اس ڈیجیٹل پہلو کے سب سے اہم جُز کا تجزیہ کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ پاکستان کے دور دراز دیہی اور شہری علاقوں کو آپس میں منسلک کرنے کا منصوبہ ہے۔منصوبے سے عام شہری کی روزمرہ زندگی میں کیا فائدہ ہوگا؟ پاکستان کے چھوٹے بڑے شہروں اور دیہاتی علاقوں کو آپس میں، پاکستان کو چین کے ساتھ، اور پاکستان کو پورے دنیا کے ساتھ رابطے میں اضافہ لانے سے ایک عام آدمی کو کیا فوائد پہنچیں گے؟

سب سے پہلے تو پاکستان میں موجودہ انٹرنیٹ کی رسائی صرف اٹھارا فیصد عوام تک ہے؛ یعنی اکیس کڑور آبادی میں بیاسی فیصد عوام اس ڈیجیٹل دور میں انٹرنیٹ کی سہولت سے محروم ہے۔چین اور پاکستان کے تعاون سے یہ منصوبہ ایک تو انٹرنیٹ کی رسائی کے اعداد وشمار کو بڑھا دے گا۔جس سے دور دراز علاقوں میں جہاں ڈیجیٹل سہولیات ہر شعبے کو آسان کرسکتی ہیں، وہ سہولیات فراہم ہوجائیں گی۔یعنی یہ ایک عام آدمی کا خواب نہیں رہے گا کہ وہ چترال کے دور دراز علاقے میں بیٹھ کر اپنی بیماری کا علاج کراچی کے کسی ماہر ڈاکٹر سے انٹرنیٹ کے ذریعہ بغیر کسی دقت کے کروائے۔یا بلوچستان کے چھوٹے شہر میں ٹیکسی کی سہولیات انٹرنیٹ کے ذریعہ فراہم ہو۔خیبر پختونخواہ کے دور دراز علاقوں میں سمارٹ فون کی تمام سہولیات کا فائدہ اٹھایا جاسکے گا۔فاٹا میں بیٹھا ایک طالب علم لاہور میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے آن لائن داخلہ بروقت کروالے گا۔سندھ میں دور دراز علاقوں میں ایمبولنس کی سہولت فراہم ہوگی۔پنجاب میں زراعت کے شعبے سے منسلک افراد کے باہمی رابطے میں بہتری آئے گی۔گلگت بلتستان میں بیٹھا فرد پنجاب کے شہر میں نوکری کے لئے آسانی سے گھر بیٹھے رپورٹ کریگا۔اسی طرح کئی سہولیات جو کچھ شہروں میں انٹرنیٹ کی رسائی کی وجہ سے انہی شہروں تک محدود ہیں، وہ سہولیات ہر چھوٹے بڑے شہر اور دور دراز کے پسماندہ علاقوں میں عام ہوجائیں۔سب سے بڑی بات یہ کہ کسی کا کاروبار اس وجہ سے متاثر نا ہو کہ انٹرنیٹ کی تار سمندر میں کٹ گئی!

اگر اقتصادی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس اقتصادی راہداری کا ڈیجیٹل منصوبہ صرف سہولیات کی قابل رسائی کو ہی بہتر نہیں کرتی بلکہ ان سہولیات کی معاشی رسائی کو عام کرتی ہے۔یعنی ڈیجیٹل دنیا کی سہولیات گھر بیٹھے ایک عام آدمی کو اپنے معاشی حالات کے حد میں رہ کر آسانی سے حاصل ہوگی۔ پاکستان کی ڈیجیٹل دنیا میں ترقی کے لئے بھی یہ معاشی نقطہ نظر سے بہتر ہے۔ پاکستان میں انٹرنیٹ کی ترسیل کے لئے موجودہ سمندری لائن کے مقابلے ایک عراضی لائن کا اضافہ ہو جائے گا؛ یعنی انٹرنیٹ کی آمد و رفت کا بھار دو لائنوں میں تقسیم ہو جائیگا جس سے اس کے سہولت کا معیار ڈیجیٹل دنیا کی رفتار کے متوازی بھی ہو جائیگا اور اگر مستقبل میں پھر سے اگست ۲۰۱۷ کے تکنیکی خرابی کے باعث ہونے والے واقع کی طرح کوئی اور واقع پیش آ بھی جائے تو اس سے نمٹنے کے دوران کاروبار چلتا رہے گا، بلکہ مسئلہ کو حل کرنے کے دوران متبادل انٹرنیٹ کا استعمال کیا جا سکے گا۔

ڈیجیٹل دور میں پاکستان کی غیر مستحکم صورتحال کا معائنہ کیا جائے تو ہمیں اس منصوبہ کے ڈیجیٹل پہلو میں بہتری کے امکان ظاہر ہوتے ہے۔اس منصوبہ میں شامل ایک جزو پاکستان کے صورتحال کو اہم توجہ دیتا ہے۔اس جزو کے تحت پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں امن کی نگرانی کے لئے ڈیجیٹل سیکیورٹی کے نظام کی تنصیب کی جائے گی؛ جس کا آغاز اسلام آباد میں ہو چکا ہے۔ یہ نظام جدید صنعت و حرفت کی تکنیک پر مبنی ہے جس کے ذریعے پاکستان کے بڑے شہروں میں جرم کی شرح میں کمی کے ساتھ ساتھ دہشتگردی کے خاتمے کو یقینی بنانے کا مقصد ہے۔ان سب مفادات کو مدّنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ چین اور پاکستان کے اشتراک سے بننے والے اقتصادی راہداری کا ڈیجیٹل پہلو پاکستان کے ڈیجیٹل مستقبل کے لئے ایک اہم قدم ہے۔

مصنفہ انڈویجوئل لینڈ پاکستان میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں۔
info@individualland.com

پاکستان میں اِی گوورنینس کے اطلاق کی محدودحد

انعم باسط

اِی گورننس کوسادہ الفاظ میں یہ کہاجاسکتا ہے کہ جدید تکنیکی آلات اورذرائع ابلاغ کا استعمال کرتے ہوئے سرکاری اِداروں کی خدمات اورمعلومات کو ہرشہری تک پہنچانا۔اِن جدیدمواصلاتی آلات وطریقہ کار میں انٹرنیٹ، کمپیوٹر، لیپ ٹاپ اورسمارٹ فونز کا استعمال سرِفہرست ہے۔سرکاری اداروں کے بارے میں عام تاثُر یہ پایا جاتا ہے کہ وہ شہریوں کو بنیادی ضروریات اورسہولیات صحیح طور پر پہنچانے میں نااہل ہوچکے ہیں۔اب یہ الزامات سرکاری اداروں کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر اورانٹرنیٹ پر بھی لگائے جاسکتے ہیں۔

آج کے دور میں اگرحکومت چاہےتو جدید تکنیکی مواصلات کو بروئے کارلاتے ہوئے ہرشعبے میں سہولیات کی فراہمی شہریوں تک بروقت، شفاف اورموثر انداز سے پہنچا سکتی ہے۔جس کی بدولت سرکاری اداروں کے احتساب اورشفایت کو یقینی بنا کرشہریوں کا اعتمادبھی بحال کیا جاسکتا ہے۔ای گورننس کی بدولت نہ صرف گھر بیٹھے سہولیات ملتی ہیں بلکہ لمبی قطاروں، انتظاراوررشوت سے بچنا بھی ممکن ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ اِی گورننس کوگڈگورننس (بہترین اورمیسر حکومتی طریقہ کار) کی سب سے اہم کڑی بھی سمجھا جاتا ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے ملک میں اس نظام کوکس حدتک رائج کیا جارہا ہے؟ بیشتر ادارے اس طریقہ کار کا اطلاق کررہے ہیں اسکے باوجود بےشماررکاوٹیں اور مشکلات ہیں۔جیسا کہ بجلی کا نہ ہونا، انٹرنیٹ کا خراب ہونا اورانٹرنیٹ کی قیمت ادا کرنا ہمارے جیسے ملک میں ای گورننس کی راہ میں رکاوٹ ہے۔یہ حقیقت ہے کہ پاکستان میں جب جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے شہریوں کوسہولیات فراہم کرنے کی بات کی جاتی ہےتوان سہولیات سے ایک مخصوص طبقہ مستفید ہوپاتا ہے، لیکن بحرحال یہ بہتری کی جانب ایک قدم ضرور ہے۔پاکستان میں ایسے سرکاری ادارے ہیں جوای گورننس کویقینی بنانے کی جانب گامزن ہیں جیسے کہ نادرا۔پہلے شناختی کارڈبنوانے کے لیے گھنٹوں قطاروں میں لگنا پڑتا تھا اورچنددن بعدجانے پرمعلوم ہوتا تھا کہ ابھی شناختی کارڈنہیں بنا، لیکن اب ویب سائٹ پرضروری معلومات کا اندراج کرکے گھر بیٹھے ہی اپنا شناختی کارڈحاصل کرسکتے ہیں، اس ویب سائٹ پردرخواست جمع کرانے کے تمام مراحل کواُردوزبان میں بھی دیا گیا ہے جس سے ہرسمجھنے والے کے لیے آسانی رہے گی اور تصویربنوانے کے لیے بھی نادرا کے دفتر جانے کی ضرورت نہیں رہی، اگرآپ کے پاس پہلے سے پاسپورٹ سائز تصویرموجود ہےتوسکینر کی مدد لیتے ہوئے اس کودرخواست کے ساتھ چسپاں کیا جاسکتا ہے۔دوسری صورت میں اس ویب سائٹ پرتصویر لینے کا پوراطریقہ بھی سمجھایا گیا ہے، ساتھ ہی آپ کی درخواست پرکہاں تک کام کیا جاچکا ہے اس کا پتہ کرنے کا طریقہ بھی موجود ہے۔

نادرا نے شہریوں کی آسانی کے لیے شناخت کے مرحلے کوڈیجیٹل ٹیکنالوجی کی مدد سے آسان بنادیا ہے جس کی بدولت سماجی عطیہ کے پروگرام (جیسا کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام)، پینشن پروگرام، ووٹرلسٹ میں اندراج وغیرہ جیسے پروگراموں سے شہری مستفید ہورہے ہیں۔بینظیر انکم اسپورٹ پروگرام کے تحت تمام ضرورت مندافراد کا اندراج بائیومیٹرک تصدیقی نظام کے تحت کیا گیا ہے۔اِسی طرح ناگہانی آفات کا شکار ہونے والے افراد کے لیے بھی ویب سائٹ کے ذریعے شکایات درج کروانے سے لےکران کورقم پہنچانے کے طریقہ کارکوآسان بنایا گیا ہے۔گاڑیوں کی رجسٹریشن کے لیے پاکستان کی حکومت نے ایک ویب سائٹ آئی این سی پاک کے نام سے بنائی ہے جس کے ذریعے نہ صرف گاڑیوں کی رجسٹریشن کی معلومات فراہم ہوجاتی ہے بلکہ گاڑی کے مالک اورگاڑی کے ماڈل کے بارے میں بھی معلومات حاصل ہوتی ہے۔ حکومت پاکستان نے گاڑی کی آن لائن رجسٹریشن کا آغاز پاکستان کے تین صوبوں اوراسلام آباد میں کیا جوایکسائس اینڈٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے منسلک ہے۔معلومات حاصل کرنے کے لیے گاڑی کا رجسٹریشن نمبرلکھ کرمعلومات حاصل کی جاتی ہے۔

میں یہاں کچھ مزید قابلِ تعریف اقدامات کے بارے لکھنا چاہوں گی۔ جیسا کہ حکومتِ پنجاب نے ڈرگ سیل لائسنس کے اجراء کو آن لائن سسٹم کے ساتھ منسلک کر دیا ہے جس کے تحت غیر قانونی طور پر ادوایات کی خرید وفروخت پر قابو پانے میں آسانی ہوگی۔ مختلف شہروں میں بسوں، جہازوں اور ٹرین کے لیے اِی ٹکٹنگ کو بھی شامل کیا گیا تا کہ مسافر بروقت بس یا گاڑی کی بکنگ کراسکیں۔ اِس کے علاوہ بیشتر لین دین کے معاملات میں کام آنے والے سٹامپ پیپر کو بھی اِی.اسٹامپنگ میں تبدیل کر دیا گیا ہے جس کے ذریعے اسٹامپ پیپر کی ادا کی جانے والی قیمت اور دھوکہ دہی سے بھی بچا جاسکتا ہے۔ اس پروگرام کو مکمل طور پر عمل میں لانے کے لیے متعلقہ افسران کی تربیت بھی کی جارہی ہے۔ پولیس محکمہ میں بھی عوام کی خدمت فراہم کرنے کے لیے متعدد اقدام کیے گئے ہیں جیسا کہ خیبر پختون خواہ کی حکومت میں اِی کمپلینٹ سسٹم اور پنجاب حکومت کی طرف سے جیلوں کے عام طریقہ کار کو ڈیجیٹلائز کر کے انتظامیہ کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ پنجاب حکومت نے مویشیوں اور شیر خانہ داری کے محکمہ کے سرکاری حکام کو ایسے اسمارٹ فون دیے ہیں جن کے ذریعے وہ جانوروں کی صحت، گوشت اور دودھ کی صحیح طور سے جانچ پڑتال کر سکتے ہیں اور ان کی خصوصیات کو بہتر بنانے میں بھی فائدہ مند ثابت ہوسکتے ہیں۔

اِسی کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ پر معلومات کے ذخائر کو محفوظ کر کے اس سے مستفید ہوا جاسکتا ہے مثال کے طور پر اگر نجی و سرکاری ہسپتالوں میں ہر پیدا ہونے والے بچے کا آن لائن ریکارڈ ہو تو جب وہ اسکول جانے کی عمر کو پہنچے گا تو اسی ریکارڈ میں اضافے کے طور پر اسکول میں داخلے کا انداج کیا جائے۔ جس سے اسکول جانے والے اور داخلہ نہ لے سکنے والے بچوں کی تعداد کا اندازہ ہو جائے گا۔ اس سلسلے میں اسکول جانے کی عمر کو پہنچنے والے بچوں کے والدین کو موبائل پہ پیغام بھی دیا جاسکے گا کہ اب آپ کا بچہ اسکول جانے کے قابل ہو گیا ہے لہٰذا اسکول میں داخلہ کروادیں۔

اب یہاں یہ بات قابلِ فکر ہے کہ جن لوگوں تک سہولیات پہنچانے کے لیے جدید طریقہ کار کا سہارا لیا جا رہا ہے اُن کو پہلے طریقہ کار سے مانوس بھی کرایا جائے۔ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں تقریباً تین کروڑ شہریوں کو انٹرنیٹ تک رسائی حاصل ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنے والے دور میں اِی گورننس کو بہتر طور پر اُبھرتا ہوا دیکھا جا رہا ہے۔ یاد رکھیں اِی گورننس محض سہولیات کی انٹرنیٹ کے ذریعے فراہمی کا نام نہیں ہے بلکہ تمام شہریوں تک برابری کی سطح پر اس سے فائدہ پہنچانا بھی اتنا ہی اہم ہے۔ لیکن روایتی طریقہ کار مکمل طور پر ترک کر کے جدید طریقہ کار اپنانے میں وقت لگے گا۔ اسی کے ساتھ تمام لوگوں تک یکساں رسائی یعنی کہ چاہے پھر وہ دور دراز کے دیہی علاقے سے تعلق رکھتے ہوں یا شہر میں رہائش پزیر ہوں تمام عوام تک ان سہولیات کی رسائی کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ پاکستان اِی گورنینس کی طرف قدم تو بڑھا چکا ہے پر ابھی اس پر عبور حاصل کرنے کے لیے تمام لوگوں تک رسائی بڑھانے اور تکنیکی سہولیات سے پوری طرح لیس ہونے کی ضرورت ہے۔ جب تک عوام میں فہم نہیں بڑھایا جائے گا، دوسرے ممالک کی طرح انٹرنیٹ کنیکشن کی ہر جگہ تک رسائی کو آسان نہیں بنایا جائے گا تب تک عوام کا ایسی اِی گورننس سے کوئی سروکار نہیں۔ اور نہ ہی پھر لوگ روایتی طریقہ کار ترک کر کے جدید طریقوں کو اپنانے کا رخ کر سکیں گے۔

مصنفہ انڈو یجوئل لینڈ پاکستان میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں۔
info@individualland.com

ڈاکٹر آن لائن

سندس سیدہ

باجی کیا بتاؤں مشکلات اور پریشانیوں نے تو جیسے ہمارے گھر کا راستہ یاد کر لیا ہے۔ میں نے حیرت سے پوچھا کیا ہوا ہے؟ کہنے لگی میرا شوہر لیبارٹری میں پرچی کاٹتا تھا اسکو نوکری سے نکال دیا ہے۔ میرے وجہ پوچھنے پر اس نے مجھے سمجھانے والے انداز میں بتایا آپکو معلوم ہے جس طرح بنک کی مشینوں سے پیسے نکلتے ہیں، اسی طرح اب کوئی بھی شخص لیباٹری جائے گا تو وہاں پرچی والے کی جگہ مشین ہوگی جو اسکو پرچی دے گی اس لیے اب انکو میرے شوہر کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس کی بات غور سے سن رہی تھی میرے منہ سے اچانک نکلا اچھا واہ یہ تو بہت اچھی بات ہے، جس پر اس نے مجھے گھور کر دیکھا اور میری والدہ کے ساتھ باتیں کرنے لگی۔ میں یہ سوچ رہی تھی ہمیشہ سے ترقی کی منازل ہم نے یوں ہی طے کی ہیں کہ جب انسانوں کی جگہ مشینیں اور کمپیوٹر لینے لگیں، ایک طرح سے یہ نظام میں تبدیلی اور ترقی کی ایک مثال کے ساتھ ساتھ صحت کے شعبے میں ہونے والی ترقی کی جناب بھی ایک قدم ہے۔ نہ صرف جدید ٹیکنالوجی نے بلکہ انٹرنیٹ نے بھی زندگی کے دیگر شعبوں کی طرح صحت عامہ کے نظام کو تبدیل کر دیا ہے۔ عالمی سطح پر ماہرین انٹرنیٹ کے ذریعے نہ صرف مریضوں کو ہدایات دیتے ہیں، بلکہ جدید ترین ٹیکنالوجی نے یہ بھی ممکن بنایا ہے کہ کسی دوسرے براعظم میں بیٹھ کر معاونین کی مدد سے براہِ راست مریضوں کا علاج کیا جاسکے۔ آج کے دور میں جدید ٹیکنالوجی استعمال کر کے مریضوں کا معائنہ کیا جاسکتا ہے، امراض کی تشخیص کی جاسکتی ہے، یا پھر مریضوں کے کوائف وغیرہ منظم انداز میں ذخیرہ کئے جاسکتے ہیں۔ اب ہمارے ہاں بھی یہ ہوتا ہے جب ڈاکٹر اپنے مریضوں کی ویڈیوز بناتے ہیں اور انکے آپریشن کرنے اور اسکے بعد کی ویڈیوز بھی بنائی جاتی ہیں، جن کو بیرون ملک سیکھنے اور سکھانے کے عمل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

ہمارے ملک میں ڈاکٹروں اور خاص طور پر باصلاحیت ڈاکٹروں کی کمی عرصہ دراز سے ایک اہم مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ اپریل ۲۰۱۵ء کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں آبادی کے تناسب کو دیکھا جائے تو پاکستان میں تقریباً اشاریہ ایک ملین ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ جس کی وجہ سے پورے پاکستان میں مریضوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ایک سرکاری دستاویز کے مطابق پاکستان میں ایک لاکھ پینتالیس ہزار سات سو ستانوے ڈاکٹر، دس ہزار چھ سو ترانوے دانتوں کے ڈاکٹر اور پچپن ہزار ایک سو پینسٹھ نرسیں رجسٹرڈ ہیں۔ اگر بین الاقوامی معیار کی بات کریں تو ہزار افراد کے لیے دو ڈاکٹرز، ایک دانتوں کا ڈاکٹر اور آٹھ نرسیں ہونی چاہیں۔ پاکستان کی ۲۰۱۵ء کی صورتحال کو دیکھا جائے تو ہمیں آبادی کے تناسب کے لحاظ سے مزید ایک لاکھ چرانوے ہزار دو سو ایک ڈاکٹروں، ایک لاکھ انسٹھ ہزار تین سو ساتھ دانتوں کے ڈاکٹروں اور ایک اشاریہ چار ملین نرسوں کی ضرورت ہے۔ اگست ۲۰۱۷ء کی ایک رپورٹ کے مطابق اسلام آباد کیپٹل ہسپتال میں مریضوں کو ڈاکٹروں کمی کی وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس رپورٹ میں بیان کیا گیا کہ کیپٹل ہسپتال میں ۸۰ ڈاکٹروں کی ضرورت ہے جبکہ ۴۰ ڈاکٹر موجود ہیں۔ یہ صورتحال تو پاکستان کے دارالخلافہ کے ایک ہسپتال کی ہے۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ ٹیلی میڈیسن کے نام سے چند ایسے منصوبے بھی کیے جا رہے ہیں جن میں دور دراز کے علاقوں میں بیٹھ کر مریض بڑے شہروں میں بیٹھے ماہرین سے علاج کروا سکتا ہے۔ ٹکینالوجی کی مدد سے دور بیٹھے علاج کروانے اور ماہرین سے رجوع کرنے کے طریقہ کار کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں جیسے کہ ای ہیلتھ کے لئے ایم ہیلتھ (موبائل وائرلیس ہیلتھ)، ٹیلی میڈیسن، ٹیلی ہیلتھ وغیرہ۔ پاکستان میں معالج کی کمی، دور دراز علاقوں میں معالج کے نہ ہونے اور معالج کے دیہی علاقوں میں جا کر علاج نہ کرنے کی صورتحال کو قدرے کم کرنے کے لیے ٹیلی میڈیسن نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس حوالے سے کچھ پراجیکٹ پر کام کیا گیا جن میں ٹیکسلا، گلگت اور بالائی پنجاب کے چند علاقوں کے بڑے ہسپتال کو راولپنڈی کے بڑے ہسپتال سے لنک کیا گیا۔ وہاں سے طبعی معائنہ کر کے تمام معلومات اور رپورٹ راولپنڈی بھیجی جاتیں تھی جہاں پر تمام سرجن، مختلف امراض کے ماہر اور دیگر ڈاکٹر پورٹ دیکھ کر تجاویز یا ادویات دیتے تھے۔

دیگر بڑے شہروں کی مثالیں بھی اپنی جگہ لیکن اگر دیہی علاقوں کی بات کی جائے تو وہاں صحت کی سہولیات حد درجہ خراب ہوتی جا رہی ہیں۔ دیہی علاقوں سے مریضوں کا شہروں

تک پہنچنا، چھوٹے شہروں میں رہنے والوں کی بڑے شہروں تک رسائی اور بڑے شہروں میں بیٹھے اسپیشلسٹ ڈاکٹروں تک رسائی آج کے دور میں بھی ایک اہم مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ عام طور پر دیہاتوں میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک کمرے پر ہیلتھ سنٹر کا بورڈ لٹکا دیا جاتا ہے اور وہاں کوئی ڈاکٹر یا کبھی کبھار نرس موجود ہوتی ہیں جو مریض کا معائنہ کرنے کے بعد ان کو ادویات لکھ دیتے ہیں یا پاس سے دے دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں صحت کی سہولیات مہیا نہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اہم وجہ ڈاکٹروں کی کمی بھی ہے جس کو پورا کرنے کے لیے میڈیکل کالج قائم کرنے کی تجاویز دی جاتی ہیں۔ جس کے لیے بہت سے وسائل درکار ہیں۔ اگر ہم ان مسائل کے حل سوچنا شروع کریں تو یہ بھی ممکن ہے کہ مثال کے طور پر کینسر کے مریض ہیں تمام کینسر کے مریضوں کی تشخیص ہو جانے کے بعد جن مریضوں کا علاج ممکن ہے ان کو بڑے شہروں میں بھیجنے کے بجائے آن لائن مشورہ کر کے اور رپورٹ دیکھا کر ماہرین چھوٹے ہسپتالوں میں ہی ان لوگوں کا علاج کر سکیں۔

ہمارے ملک میں یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے کہ بہت سے ڈاکٹر خاص طور پر خواتین ڈاکٹر جو دور دراز کے علاقوں میں جا کر خدمات پیش نہیں کر سکتیں۔ انکو گھر بیٹھے جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے مریض دیکھنے کی سہولت موجود ہوتا کہ انکے روزگار کے ساتھ ساتھ مریضوں کو بھی کم مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ ہم نے بہت سے مراحل طے کر لیے اور بے شمار مراحل طے کرنے ابھی باقی ہیں۔ پرچی بنانے والی کی جگہ مشینوں نے لے لی، ٹیسٹ کے لیے جدید مشینوں کا استعمال کیا جاتا ہے، سیمپل دوسرے شہروں میں بھجوائے جاتے ہیں اور الیکٹرانک دستخط والی رپورٹیں آن لائن موصول ہو جاتی ہیں جن کو اب ماہرین ای میل، ویب کیم اور سمارٹ فونز کے ذریعے دیکھ کر گھر بیٹھے مریض کی دوائی میں ردو بدل کر دیتے ہیں ہر دفع مریض کو فیس دے کر چیک نہیں کروانا پڑتا۔ ۲۰۱۶ء میں وزارت صحت نے آن لائن ڈیش بورڈ قائم کیا تھا جس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ملک بھر میں پولیو، ہیپٹائٹس، ملیریا، ڈینگی اور دیگر مرض میں مبتلا مریضوں کی تعداد اور ان کے علاج کے لیے کیا کیا جا رہا ہے اس حوالے سے معلومات موجود ہو گی لیکن اکتوبر ۲۰۱۷ء تک اس ڈیش بورڈ پر خاطر خواہ معلومات موجود نہیں تھی۔ لانچ کے دوران بتایا گیا تھا کہ پچھلے سالوں میں جو سروے ہوئے ہیں وہاں سے معلومات حاصل کی جائے گی جبکہ ہونا یہ چاہئے کہ تمام ہسپتالوں اور لیبارٹریوں کو اس ڈیش بورڈ سے منسلک کر دیا جائے۔ ہسپتالوں اور لیبارٹریوں میں آن لائن سہولت موجود ہو جو لوگ ٹیسٹ اور علاج کروا رہے ہیں ان کی معلومات اس ڈیش بورڈ پر موجود ہو جس سے اندازہ لگانا آسان ہو گا کہ کس جگہ پر کس مرض کی اور کتنے مریضوں کی تشخیص ہو چکی ہے اور کتنوں کا علاج ہو رہا ہے۔ اس کام کے لیے تمام چھوٹے بڑے ہسپتالوں میں ایپ اور سافٹ وئیر کی ضرورت کے ساتھ ساتھ عملے کو تربیت دینے کی بھی ضرورت ہو گی۔ اسکی بدولت لوگوں کی صلاحیتوں میں اضافہ ہو گا اور لوگوں کو نئے روزگار کے مواقع بھی میسر آئیں گے۔

ہمارے جیسے ترقی پذیر ممالک میں جہاں صحت عامہ سے متعلق مفید معلومات اکٹھی کرنے کے لیے اب پڑھے لکھے افراد انٹرنیٹ کی سہولت کا استعمال کرتے ہیں وہاں ہسپتالوں کو بھی عام افراد تک یہ سہولیات پہنچانا ہوں گی جیسے کی ٹیلی میڈیسن کے پراجیکٹ وغیرہ کو عام کرنا ہو گا، تا کہ عام لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ اگر ہمارے تمام ہسپتال اور لیبارٹریاں آن لائن ہو جائیں اور وزارت صحت کے ڈیش بورڈ سے منسلک ہو جائیں تو صحت کے حوالے سے درست معلومات جمع کرنے، وبائی امراض کا پتہ چلانے، ویکسینز کی سپلائی جاری رکھنے اور اس جیسی کچھ دوسری چیزوں میں مدد ملے گی۔

مصنفہ انڈ ویجوئل لینڈ پاکستان میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں۔
info@individualland.com

جمہوریت اور ڈیجیٹلائیزیشن

مشہود علی

ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے دور میں جہاں ہر اک چیز ڈیجیٹلائز ہو رہی ہے وہاں ہمارے ملک میں موجود کئی ایسے سسٹم ہیں جن کو ڈیجیٹلائز کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے سرفہرست ای ووٹنگ ہے، ووٹ دے کر جمہوری نظام کو استوار کرنے کی ضرورت ہے کیوں کے اس نظام کو مضبوط کر کے ہی ہم ملک کو جمہوری بنیادوں پر مضبوط کر سکتے ہیں۔ بظاہر ہم جموریت اور جمہوری رویے کے حامی نظر آتے ہیں لیکن ذرا سوچیں کیا جو ہمارے ملک میں سکھ، عیسائی، ہندو، اور پارسی ہیں انکو اپنے جمہوری حق کا علم ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جھنڈے میں سفید رنگ والا حصہ صرف ہرے رنگ والے حصے کو ہوا میں لہرانے کے لئے ہے؟ یہ مسلم پاکستانیوں کے حقوق کو نظر انداز تو نہیں کیا جا رہا؟ کتنے معذور و بیمار اور ضعیف شہریوں نے اپنا ووٹ دیا؟ جو شخص ہاتھ سے معذور تھا اس نے کیسے ووٹ دیا اور اسکے لیئے کیا سہولیات تھیں؟ خواتین کی آزادی کا احترام کیا جاتا ہے؟ تو یقیناً جواب نفی میں ہوگا جسکا ثبوت یہ ہے کہ ۲۰۱۳ء میں ہونے والے الیکشن ہیں ۹۵ فیصد خواتین نے اپنے ووٹ کے حق کو استعمال نہیں کیا۔ یعنی ہمارے ملک کی آدھی آبادی اپنے بنیادی حقوق سے انجان تھی یا جان بوجھ کر اسے اس حق سے روکا گیا، کہیں سماجی پابندیوں کے پنجرے جکڑتے ہیں تو کہیں زور بازو کی نوک پر ان کے حقوق پامال کیے جاتے ہیں اور پھر لوئر دیر اسکا واضح ثبوت ہے جہاں عورتوں کو تمام سیاسی جماعتوں کے متفقہ رائے سے انکے جمہوری حق یعنی ووٹ کے حقوق سے روک دیا گیا۔

ہمارا ملک جہاں بیشتر مسائل کے گھیرے میں ہے اسکی کئی اور بنیادی وجوہات ہوسکتی ہیں لیکن کہیں یہ بھی ایک بہت بڑی وجہ ہے کیونکہ مجھے لگتا ہے ہماری معیشت کو سب سے بڑا نقصان یہ نہیں ہوگا کہ جو گھر کی وزیر خزانہ وہ ہی انجان ہے کہ اسکے ملک کا وزیر خزانہ کون ہے اور وہ کیسے وزیر بنا، اور اب وہ ملک کو صحیح سمت میں لے بھی جائے گا یا نہیں اور مہنگائی کم ہونے یا بڑھنے کی پیشن گوئی ایک گھریلو عورت سے بہتر کون کرسکتا ہے اگر وہ سب ان باتوں سے آشنا ہو جائیں تو ہم ملک کے بڑے مسائل سے بچ سکتے ہیں۔ عام گھریلو خاتون جو مارکیٹ سے چھوٹی چیز خریدنے سے لیکر کسی برانڈ ڈ خریدتے وقت پیسے خرچ کرتی ہے، گھر کے راشن سے لیکر بچوں کے اسکول کی فیس تک کا حساب رکھتی ہے، اتنی مہنگائی کے دور میں بچت کرنا جانتی ہے تو میرے ملک کا وزیر خزانہ بہتر ہے یا میرے گھر کی ماں؟ کبھی بیٹھ کر والدہ بڑی بہن سے یہ بات تو کی جائے کہ بتائیں ذرا اگر ملک کا پیسہ بچایا جائے تو کیسے کر سکتے لیکن ہم کرینگے نہیں کیونکہ ہم سوال کرینگے اور وہ جواب سوچیں گی، پر ہم نے تو سوچنے پہ پابندی لگا رکھی ہے اس وجہ سے نہیں کہ وہ ناقص عقل بلکہ اس وجہ سے کہ وہ ہم سے بہتر مسائل کو حل کرنا جانتی ہے۔

دوسری جانب غیر مسلم پاکستانی اپنے حقوق سے محروم رہیں، بیمار و معذور شخص ووٹ نا دے سکے تو جمہوریت کیسی ہوگی؟ جب کہ ہمارا پڑوسی ملک بھارت میں الیکٹرونک ووٹنگ کی بنیاد آج سے دس سال پہلے ہی رکھی جا چکی ہے وہاں ہر طرح کے لوگ اپنے جمہوری حق کو ای ووٹنگ کے ذریعے بخوبی استعمال کرتے ہیں جس سے شفافیت بھی یقینی ہے اور وہاں الیکشن کے نتائج کو کسی پر الزام تراشی کیے بغیر تسلیم بھی کیا جاتا ہے اور ہمارے یہاں ووٹنگ ٹرن آوٹ کم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ اب الیکشن میں کیے گئے انتظامات میں بند سڑکیں ہونے اور پھر اسکے بعد دھرنے میں شاہراہوں پر لوگوں کی موجودگی سے تنگ آ کر ووٹ کو ذمہ داری کم، بلکہ الیکشن کے دوران ہونے والے جھوٹے سیاسی دعوے اور اسکے بعد ہونے والے سیاسی تماشوں کو خدائی آفات سمجھتے ہیں تو اس خدائی آفات کو ایک ذمہ داری ہی نہیں بلکہ ایک فرض سمجھ کر نبھانے کے لیے ہمیں کسی بہترین حل کی ضرورت ہے اور یہی ہوسکتا ہے وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ہمیں بھی ڈیجیٹلائزیشن کو اپنانا ہوگا اور اسکو فعال کرنا ہوگا اور یہ محض ای ووٹنگ سے ممکن ہے ای ووٹنگ کے استعمال سے ہم گھر بیٹھی خواتین اور بزرگ و بیمار حضرات سے انکے ووٹ کے حق کو اپنے ملک کے ایک ایک کونے میں پہنچا سکیں گے اور محض ایک بٹن سے وہ اپنے حق حاصل کرسکیں گے۔ لیکن اسکے حصول کے لیے صرف میری طرح بند کمرے میں بیٹھ کر سوچنے سے کچھ نہیں ہوگا اس کے لیے سب کو کام کرنا ہوگا اور امید بھی ہے کہ آپ بھی اس بہتری کے لیے کوشش کر رہے ہونگے لیکن مزید کوشش کی ضرورت ہے۔

مصنف انڈویجوئل لینڈ پاکستان مین پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں:
info@individualland.com

ڈیجیٹل دور میں موسمیاتی تبدیلی کے اثرات سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟

انعم باسط

جدید تکنیکی آلات نے زندگی سہل اور تیز بنا دی ہے لیکن ماحولیاتی اور موسمیاتی تبدیلیوں کے بھی منفی اثرات تیزی سے بڑھتے دیکھائی دے رہے ہیں۔ ہر بدلتے دور کے ساتھ جہاں ہم نے اتنی ترقی کی وہیں اس سے جڑے کچھ نقصان بھی ہمیں بھگتنے پڑ رہے ہیں۔اس جدید تکنیکی دور کو حاصل کرنے کی دوڑ میں ہم نے ایسے کئیں قدرتی ذرائع لگا دیے جو کہ انسان وحیوان کی حیات کو برقرار رکھنے کا ذریعہ ہیں۔ بلکہ یوں کہیئے کہ ہم قدرتی چیزوں سے ذرا الگ کیا ہوئے قدرت نے ہی ہمیں خود سے محروم کر دیا،لیکن ابھی بھی کچھ امید کی کرن باقی ہے۔ابھی ہم جس ڈیجٹلائزیشن کے نظام سے اس جدید تکنیکی دور میں ملحوظ ہو رہے ہیں اسی کا بہترین اور میسر استعمال کرتے ہوئے موسمیاتی تبدیلی کے برے اثرات سے بچایا انکو کم ضرور کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان کے حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارا ملک ان موسمیاتی اور ماحولیاتی تبدیلیوں کے نقصانات کا کس حد تک شکار ہے جن میں سیلاب، زلزلے، خوراک و اجناس کے ذرائع میں قلت، درجہ حرارت میں اضافہ، درختوں کی کٹائی میں اضافہ اور خشک سالی سرِ فہرست ہے۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہ نہیں کہ ہم نے قدرتی ذخائر کھو دیے بلکہ یہ ہے کہ ہم جس تیزی سے موسمیاتی تبدیلی کے مضر عناصر کا شکار ہوئے ہیں نسبتاً اُس لحاظ سے ہم ڈیجیٹل دور کے پھل کا مزا نہیں چکھ پا رہے۔متعدد ذرائع سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ پاکستان ان ممالک کی فہرست میں شامل ہے جن کو موسمیاتی تبدیلیوں کے اثرات سے سب سے زیادہ خطرہ لاحق ہے۔اس صورتحال میں قابلِ فہم بات یہی لگتی ہے کہ ہم ڈیجیٹل آلات ونظام کی سمجھ بوجھ اور رسائی کو ہر کونے کونے تک نہ صرف پہنچائیں بلکہ اس نظام کو بہترین طریقے سے موسمیاتی مضر اثرات سے بچاؤ کے لیے بھی رائج کرنے میں ہر ممکنہ کردار نبھائیں۔ڈیجیٹل دور میں راس تکنیکی آلات ونظام کا عمل دخل ہے جس میں بیش بہا معلومات کو اکھٹا کر کے متعدد کام آسان کر دیے گئے ہیں جن میں انفارمیشن کمونیکیشن ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) کا نام اوّل پر ہے۔اِس میں کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ٹیلوفون نیٹ ورک اور بیشتر ایپلیکیشن سافٹ وئیر شامل ہیں۔

سب سے پہلے میں اُن قابلِ ذکر مثالوں کا ذکر کرتی چلوں جنہوں نے دنیا بھر میں قدرتی آفات کے دوران معاون کردار ادا کیا۔اِن میں سماجی رابطوں کی ویب سائٹ اور دیگر بڑے سرچ اینجن مثلاً گوگل، فیس بک قابلِ غور ہیں۔حال ہی میں امریکی سمندری طوفان سے بچاؤ کے لیے گوگل نے معلومات کے بڑے ذخائر استعمالکرتے ہوئے ایس او ایس الرٹ کے تحت متاثرہ علاقوں میں مدد فراہم کی جس سے یہ پتا لگایا جا سکتا تھا کہ کس علاقے کو زیادہ امداد کی ضرورت ہے،ضروری ایمرجنسی رابطے کے نمبر، عطیات دینے کے موثر ذرائع، اہم اور حساس حالات میں استعمال ہونے والے الفاظ کا مختلف زبانوں میں ترجمہ بھی فراہم کیا گیا۔دوسری طرف سافٹ وئیر ایپ کا کردار بھی قابلِ تعریف ہے جیسے کہ ائیر بی این بی کی مدد سے متاثرہ لوگوں کو اور امدادی ٹیموں کو پناہ گاہ کا تعین کرنے میں آسانی رہی۔فیس بک نے بھی اپنے صارفین کی حفاظت کے بارے میں جانچنے کے لیے ایک طریقہ متعارف کروایا جس کے انتخابی خانے پر کلک کرنے سے دوست واحباب تک یہ خبر پہنچائی جا سکتی تھی کہ وہ باحفاظت ہیں۔اس طریقہ کار کا استعمال ۲۰۱۵ کے زلزلے کے دوران پاکستان میں بھی مہیا کیا گیا تھا۔

دوسری جانب انٹرنیٹ کے ذریعے ہم دنیا بھر میں رونما ہونے والی ناگہانی آفات کا مطالعہ کر کے مستقبل میں بچاؤ کے لیے بہتر طریقہ کار مرتب دے سکتے ہیں۔اسی سلسے میں میری نظر سے ایک بہترین ویب سائٹ بھی گزری جس میں نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے ممالک میں جتنے بھی زلزلے آئے ان سب کی تفصیل دستیاب کی گئی تھی۔اس ویب سائٹ پر موجود نقشہ جات کو دیکھتے ہوئے یہ بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس ملک اور علاقے میں کتنی شدت کا زلزلہ آیا اور اگر ہم کسی خاص ملک کے بارے میں دیکھنا چاہیں

تو اس کے بارے میں بھی ساری تفصیلات دینے کے ساتھ ساتھ یہ ویب سائٹ آخری چوبیس گھنٹوں کی صورتحال بھی دیکھاتی ہے کہ فلاں علاقہ زلزلہ سے متاثر ہوا یا نہیں۔ اسی کے ساتھ ایسے آن لائن پورٹل بنائے جاسکتے ہیں جن پر تمام متعلقہ ٹیمیں اور ادارے مل کر ضروری معلومات کو اکھٹا کر کے متاثرہ لوگوں کو امداد فراہم کرنے میں آسانی سے کام کرسکیں۔ دوری جانب کئی ایسی چیزیں بھی ہیں جن کا استعمال پاکستان میں بھی ہے جیسا کہ سمعی اور بصری آلات کا استعمال جن کے ذریعے زخمیوں کو ملبے تلے سے نکالنے میں مدد ملتی ہے۔ ان میں تھرمل امیج کیمرہ سسٹم بھی شامل ہے جس کی مدد سے جسمانی تپش کو محسوس کر کے انسانی زندگی کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ایک اور آلہ، کاربن ڈائی آکسائیڈ کی جانچ کر کے زندہ انسانی جان کو پہچان سکتا ہے۔

اب میں کچھ روشنی موسمیاتی تبدیلیوں سے پیدا ہونے والے ایک اور قابلِ فکر مسئلے کی طرف بھی ڈالنا چاہوں گی جو کہ خوراک و اجناس کے ذرائع میں آنے والی قلت کا ہے۔ ڈیجیٹل طریقہ کار کو زرعی صنعت بچانے کے لیے بھی بہت فائدہ مند طریقے سے بروئے کار لایا جاسکتا ہے جس کے لیے کچھ اقدام اٹھائے بھی گئے ہیں۔ پاکستانی کاشتکار برادری کے لیے ایسی سافٹ ویئر ایپلیکیشن بنائی گئی ہیں جن کے ذریعے چھوٹے طبقے کے کسان بڑے کاروباری بازار کی موجودہ قیمتوں کا پتہ لگا سکتے ہیں، کاشتکاری کے لیے بہتریں وسائل اور طریقہ کار بھی اپنے موبائل پہ جان سکتے ہیں، ان ایپلیکیشن کو انگریزی اور اُردو دونوں زبانوں میں دیکھا اور سمجھا جاسکتا ہے۔ اسی کے ساتھ ایسے متعدد سافٹ ویئر ایپلیکیشن کا آغاز ہو چکا ہے جن کے ذریعے مٹی کی جانچ پڑتال کر کے کسانوں کی رہنمائی کی جاسکے کہ کون سی فصل بونا مناسب رہے گا۔ اسی طرح کے اقدام نجی ٹیلی مواصلات کے بڑے اداروں نے بھی کیے جن میں موبی لنک اور ٹیلی نار شامل ہیں۔ ٹیلی نار نے ایک جامع پراجیکٹ کے تحت صوبہ پنجاب میں کسانوں کی رہنمائی کے لیے نہ صرف ایپلیکیشن ترتیب دی بلکہ ان کو مفت انٹرنیٹ دینے کے ساتھ ساتھ جدید موبائل فون بھی مہیا کیے، اسی کے ساتھ انہیں اس سافٹ ویئر ایپلیکیشن سے پوری طرح فائدہ حاصل کرنے کی تربیت بھی دی گئی۔ اگر اس طرح کے اقدامات کو جاری رکھا جائے اور ان کے بعد آنے والے نتائج کی ٹھیک سے جانچ پڑتال رکھی جائے تو کافی حد تک زرعی پیداوار کو بڑھا کے خطرات پر تو قابو پایا جاسکتا ہے۔ یہاں میں مال مویشی کی صنعت اور حفاظت پر بھی لکھنا چاہوں گی جس کے بغیر ہماری ملکی زرعی صنعت ادھوری ہے۔ مویشیوں کی نگہداشت اور جانچ کے لیے بھی کچھ جدید طریقہ کار متعارف کرائے گئے ہیں جس میں ایک نام سمارٹ کالر کا ہے اس آلے کو گائے کے گلے کے گرد باندھ دیا جاتا ہے جس سے کسان کو اس کی دودھ دینے کی صلاحیت کا پتہ لگ سکتا ہے اور ساتھ ہی اس مویشی کی صحت سے جڑے مختلف نقاط کو بھی جانچہ جاسکتا ہے۔

مندرجہ بالا امور سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جدید تکنیکی دور میں داخل ہو جانے کے فوائد زیادہ اور نقصان کم ہیں بشرطیکہ اُن تکنیکی آلات و طریقہ کار کو صحیح طور سے بروئے کار لاتے ہوئے موسمیاتی تبدیلی کے خطرناک اثرات سے بچا جائے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ آنے والے دور میں جتنی بھی جدّت اور ترقی آجائے ہمیں اپنے قدرتی ذخائر کی حفاظت پر اور قابلِ تجدید توانائی کے استعمال پر زور رکھنا ہے۔ اسی کے ساتھ اگر ہم ان جدید تکنیکی طریقوں کو عام لوگوں اور متعلقہ زرائع تک عام کرتے رہیں تو موسمیاتی و ماحولیاتی نقصانات کی روک تھام میں ڈیجیٹل دور ایک کامیاب دور ثابت ہوسکتا ہے۔

مصنفہ انڈ ویجوکل لینڈ پاکستان میں پروگرام آفیسر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔
میگزین یا مضمون سے متعلق معلومات کے لئے رابطہ کریں۔
info@individualland.com

Reference:

Article 1

(i) https://www.timesofmalta.com/articles/view/20100629/world/pakistans-women-workers-face-extremely hard-road.315360

(ii) http://www.ipsnews.net/2015/02/pakistans-domestic-workers-long-for-low-pay-and-overwork-to-be-a thing-of-the-past/

Article 4

(i) http://autolook.com.pk/blog/ticket-booking-mobile-app-is-launched-by-pakistan-railways/

Article 5

(i) http://www.pakistankakhudahafiz.com/moit-releases-digital-pakistan-policy-2017/

(ii) http://www.techchachu.com/ministry-of-information-technology-has-released-digital-policy-pakistan-2017 for-public-review/

Article 6

(i) http://cpec.gov.pk/introduction/1

Article 7

(i) https://www.nadra.gov.pk/local-projects/national-solutions/

Article 10

(i) https://en.dailypakistan.com.pk/pakistan/pakistan-climate-change-council-in-the-offing/

(ii) http://www.pakistankakhudahafiz.com/pakistan-severe-threat-climate-change-adb/

ادارے سے آگاہی

انڈ ویجوئل لینڈ پاکستان ایک متحرک، غیر جماعتی اور غیر منافع بخش رجسٹرڈ سول سوسائٹی ادارہ ہے۔اس کا بورڈ کل پانچ ارکان پر مشتمل ہے، جبکہ روزمرہ کے معاملات اس ادارے کے ڈائریکٹر کی ذمہ داری ہے۔ قیام سے لے کر آج تک اس ادارے نے حکومتی انتظامات، قانون کی بالادستی، میڈیا اور مراسلاتی، ہنر، سول سوسائٹی کے استحکام اور جمہوریت کی ترقی کے لئے کام کیا ہے۔

اشاعت

شکیباں

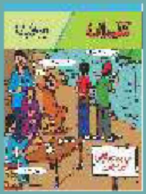

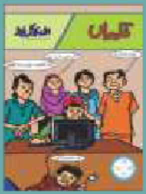

حکومت اور احتساب

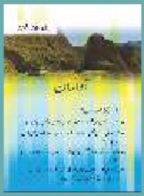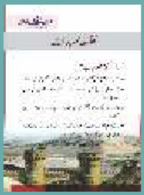

نوجوانوں سے متعلق

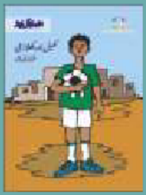
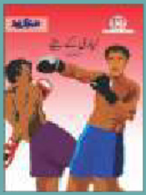
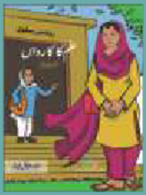

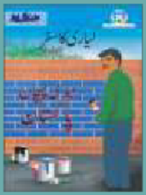
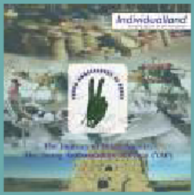

اشاعت

میڈیا سے متعلق

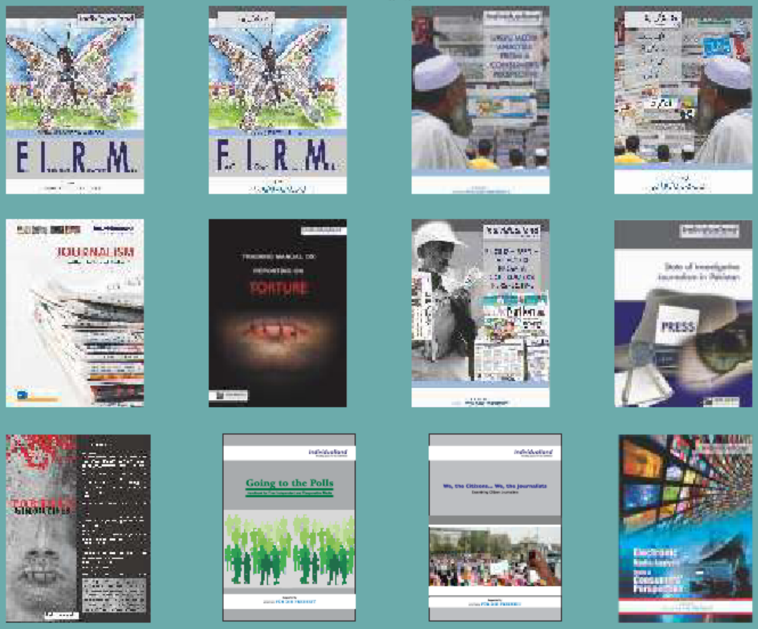

تنازعاتی تجزیے اور انتہا پسندی کے خاتمے سے متعلق

فرد میگزین

پاکستان پولیس خواتین

اگلی اشاعت مئی ۲۰۱۸ء میں

Find us
Individualland
Individualland